

هفت روزہ

8/16

8/18

فردا کی تاریخ

خُلا مِلِّ الدِّینِ

بیادگار

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دہلوی
شیراز اور دروازہ لاہور

۱۹۶۲

یہ کتاب طبع و اشاعت خدام الدین لاہور

عدبہ ۱۵ پیسے

احادیث رسول

کا نام اتظیم واللہ فی سنی قولہم للتمن بہ ولتصونہ رکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسی نمز کا عمل لیا گیا تھا جیسا کہ امتوں سے نبیوں کے لیے یا رعایا سے خلفاء کے لیے اطاعت و نفرت کا عمل لیا جاتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان آپ کا منصب عالی وہ تھا جو امتوں میں انبیاء علیہم السلام کا منصب ہوتا ہے۔ اس لیے اور انبیاء تو صرف نبی ہیں اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔ یہ حقیقت اگرچہ عالم جہاں میں صاف ظہور پذیر حیاں نہیں ہو سکی مگر عالم ادراک اور اس علم سے ماوراء عالم میں جہاں بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آپ کا اجتماع ہو گیا ہے ظاہر ہو چکا ہے۔ پہلی بار یہ اجتماع شبِ معراج میں ہوا تھا جیسا کہ نازک کے لیے امام کی تلاش ہو رہی تھی۔ اس وقت تمام انبیاء علیہم السلام کی صفوں میں امامت کی سعادت آپ ہی کی ذات گرامی بھری۔ گرامی امت میں امامت کا جو حق کوئی کا ہوتا ہے وہی حق انبیاء علیہم السلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار پایا۔ دوسرا اجتماع معشرین ہوا وہاں بھی سب انبیاء آپ ہی کے زیرِ رواں اور آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جیسا کہ ہر امت اپنے اپنے نبی کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ تیسری بار شفقت کا مرحلہ ہے یہاں بھی سب کی خطیب کا امام آپ ہی کی ذات مبارک ہوگی باعظا دیگر یوں سمجھئے کہ جو منصب نبوت آپ کو اس امت کے لیے حاصل ہے وہی منصب آپ کو بلحاظ انبیاء بھی حاصل ہے۔ البتہ اس کا ظہور ان کے ساتھ اجتماع پر موتوف ہے عالم تاریخ میں یہ اجتماع کلی تین جگہ ثابت ہوتا ہے اور تینوں جگہ آپ کا یہ منصب عالی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اس عالم میں بھی نبیاء علیہم السلام کا آپ کے ساتھ اجتماع

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَجِبَتْ لَكَ الْبُرُؤَةُ فَانْزِلْ وَادْفَنْ بِسِنِّ الزَّوْجِ وَالْحِسْبِ۔
(رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن) ترجمہ نے روایت کیا یا رسول اللہ آپ کی نبوت کب لی۔ فرمایا اس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روحِ دہم کے درمیان تھے۔ میں ان میں روح نہیں پھونکی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور سن کر کہا ہے۔

حافظ سہادی کہتے ہیں کہ اس حدیث شرح کے مشہور الفاظ "تَجِبَتْ لَكَ" و آدم بین الماء والطین۔" ہمیں کسی حدیث کی کتاب میں نہیں مل سکے۔ حافظ سیوطی نے ان کا صاف طور پر انکار کر دیا ہے البتہ اس کا مضمون قابلِ تسلیم سمجھا ہے۔ مذہبی شرح شفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے دو تین باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) آپ کا عالم ادراک میں نبوت سے حقیقتہً سرفراز ہونا۔ (۲) جس طرح صفت وجود میں آپ کی ذات سب سے مقدم تھی اسی طرح صفت نبوت میں بھی آپ کا سب سے مقدم ہونا اس مضمون کی پوری توضیح کے لیے اس تفصیل کا نقل کرنا ضروری ہے جو حافظ تقی الدین سبکی نے آیتِ ثبات کی تفسیر میں لکھی ہے۔

وَإِذَا أَحَدُ اللَّهِ يُثَبِّتُ الْبَيِّنَاتِ لَنَا وَيُخَوِّدُ مِنْ حِسَابٍ وَجَلَّ شَرُّكَ وَكَذَلِكَ رَسُوْلُ مُصَدِّقٍ لَنَا مَعَكُمْ لَنْتُ مَعَكُمْ بِه وَتَنْصَوْرَتُنَا (آل عمران)
اور وہ وقت یاد دلایئے جیسا کہ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا تھا کہ ہم جو شخصیں کتاب و حکمت دیں پھر کھڑا کوئی رسولِ خدا سے ملے آئے اور جو کتاب رسول خدا سے ملے اس کی تصدیق کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ حافظ موصوف نے اس آیت کی شرح میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور اس

پر موتوف ہے۔ عالم کی تاریخ میں یہ اجتماع کلی تین جگہ ثابت ہوتا ہے۔ اور تینوں جگہ آپ کا یہ منصب عالی ظاہر ہوتا ہے مگر اس عالم میں بھی انبیاء علیہم السلام کا آپ کے ساتھ اجتماع ہو جاتا تو یہ حقیقت یہاں بھی آشکارا ہو جاتی۔ چنانچہ آخر زمانہ میں جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کا تعلق آپ کی شریعت کے ساتھ وہی ہوگا جو تمام امت کا ہے۔ اور اسی لیے اس اجتماع سے ان کی نبوت میں کوئی ادنیٰ شائبہ نقصان بھی لازم نہ آئے گا۔ اسی طرح اگر آپ حضرت انبیاء کے زمانہ میں تشریف لے آتے تو وہ بھی اپنی اپنی رسالت پر باقی رہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی فرماتے اور اس اتباع کی وجہ سے ان کی رسالت میں بھی کوئی نقص لازم نہ آتا۔ رہا مختلف شریعتوں کا معاملہ تو جس طرح مختلف نبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماتحت ہیں۔ اسی طرح مختلف شریعتیں ہیں۔ پس ہر دور و نفاذی کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتِ قرآن و انجیل ممتی اور امتِ محمدیہ کے لحاظ سے آپ کی شریعتِ قرآن شریعت ہے مگر زمانوں اور اشخاص کے اعتبار سے احکام مختلف ہو جاتی تو اس میں کوئی منافقت نہیں ہے مذکورہ بالا حقیقت سے دو حدیثیں کی مراد روشن ہو چکی (۱) جنت الخلدیں کاقتہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ عام طور پر عہدِ نبوت کے سنی صرف یہ سمجھ جاتے تھے کہ آپ قیامت تک سب انسانوں کے لیے رسول ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے ظاہر ہو گیا کہ آپ کی نبوت کا تعلق صرف مستقبل سے نہیں بلکہ ماضی و مستقبل دونوں سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک سب رسول آپ کی نبوت کے ماتحت ہیں اگرچہ امتی کی نسبت بدلی ہوئی ہو۔

شرح کا بقایا حصہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں؟

الجزائر کی تازہ صورت حال

اہل اسلام سے عموماً اور بڑے شہر و وطنیت سے خصوصاً سخت ہے کہ وہ آج کل فرض فائزوں کے وقت اور جب بھی مرتفع ملے اللہ تعالیٰ سے نہایت بخیر و الحاح سے دعا ہیں کہ وہ الجزائر عربوں پر رحم فرمائے اور ان کے اختلافات و مشاجرات کو دور فرما کر انھیں ایک متحدہ حکومت قائم کرنے کی توفیق بخشنے والوں ساز سے سات سال کی تعلیم قربانیوں کے بعد تقریباً ایک کورڈ مسلمان عروس آزادی سے ہلکار ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے دلوں میں اس آزادی کی بڑی قدر و قیمت ہے اور مجروحہ اختلافات اور ایک قسم کی طوائف الملوک کے وجود و ظہور خانہ جنگی کی نوبت نہیں آئی دلوں مرکزی حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے دو مرکزی شخصیتیں کوشاں ہیں بن بلشد اور بن قردہ، مگر ان کے نے حکومت بنائی مگر بن بلشد نے قاہرہ سے واپس آ کر اپنی طاقت بھج کر لی اور ایک سیاسی بیورو کا اعلان کر دیا جو الجزائر کا نقل و نسق سنبھالے اور ساتھ ہی عام انتخابات کا اعلان بھی کر دیا، اس مرحلہ پر بن قردہ بغیر مزاحمت کے سامنے سے ہٹ گیا۔ مگر ولایت بھادام کی دس ہزار فوج نے بن بلشد کی عدم موجودگی میں جب کہ وہ مغربی الجزائر کے دورے پر تھے بغاوت کردی اور الجزائر کے مرکزی مقام اور بیڈیویشن پر قبضہ کر لیا چنانچہ خطرات کے پیش نظر سیاسی بیورو کے ارکان شہر الجزائر سے باہر چلے گئے، بن بلشد کی واپس پر ان کی حامی فوجیں

کی تعداد چالیس ہزار ہے الجزائر کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے اور حملے کے لیے سیاسی بیورو اور بن بلشد کے حکم کی منتظر ہے۔ دوسری طرف مخالفت فوج نے اعلان کیا ہے کہ ہم جنگ میں پہل نہیں کریں گے۔ ایک قاہرہ کی خبر تھی کہ بن بلشد کی حامی فوج الجزائر کے دروازے پر کھڑی حکم کا انتظار کر رہی ہے لیکن آخری اطلاعات یہ ہیں کہ وہ الجزائر میں داخل ہو چکی ہے اور ولایت چہارم اور ولایت سوم کی فوجوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فریقین کے درمیان صلح کی خفیہ بات سیٹ جاری ہے اور بظاہر یہ اسی صورت حال کا نتیجہ ہے کہ بن بلشد کی افواج الجزائر میں داخل ہو گئیں اور ان کا مقابلہ نہیں ہوا۔ مزید برآں ولایت بھادام کی بجز بند اور جدید اسلحہ سے اس فوج بھی بن بلشد کی حامی ہیں۔ اس کے علاوہ جنگ ٹھنکے کی ایک اور واضح وجہ یہ بھی ہے کہ الجزائر عوام ان اختلافات سے تنگ آ چکے ہیں۔ وہ مظاہرے اور مطالبے کر رہے ہیں کہ وٹانی بند ہو اور ملک میں مشن حکومت کا قیام عمل میں آئے اور ایک نظام برقرار ہو اس مقصد کے پیش نظر ستمبر کے عہد نامے انتہائی اشارہ کا ثبوت دیا۔ وہ دونوں فوجوں کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مشن پر ایک کر دوزوں فوجوں کے درمیان کشیدگی ختم کر دیا اور یہاں تک اعلان کر دیا کہ متنازعہ زمینیں جاری

لاشوں سے گزر کر ہی ایک دورے پر محدود ہو سکتی ہیں۔ اس طرح وہ جنگ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور الجزائر دونوں فوجوں کے بعض عناصر نے بہم انتظامات کو رفع کرنے کے لیے ایک ساتھ کھانا کھا، اگرچہ عوام کی یہ مسئلہ شکر حوصلہ افزا ہیں لیکن خدا نخواستہ اگر خانہ جنگی شروع ہو گئی تو کالنگ کی سی صورت حال کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ ملک کی حالت پچھلے ہی ناگوار ہے اور جنگ کی گمانیں نہ صرف اس میں مزید اضافے کا باعث بنیں گی بلکہ ملک کی مکمل تباہی و بربادی پر شیعہ بھی۔

بہر حال اس وقت دعا کی اشد ضرورت ہے اور ہم دور افتادہ مسلمانوں کے بن میں اس کے سوا اور چارہ کار بھی کیا ہے؟ اللہ جل شانہ، ان کی امداد فرمائے ان کی مظلومیت پر رحم کرے ان کے عزم و استقلال اور جذبہ ایثار و قربانی کی قدر کرتے ہوئے ان میں اتحاد و اتفاق کی روح پھونک دے اور انھیں توفیق بخشنے کہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو تمام افریقہ میں اسلامی سطوت کی یاد تازہ کر دے۔ آمین!

نامیخ وقت

قطب ملت شیخ العصریہ کی مراد
شاہ عیبت دور
قطب ادارہ شاد گشت
۱۳۸۴ھ
بیت القرآن

جلسہ ذکریہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۶۲ء عیسوی

جائزین شیخ الشیخ حضرت مولانا عبد اللہ انور مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریریں کر کے بعد ارشاد فرمایا

جدیدہ اخوت و رواداری

جانوروں تکسیر و رم کرنے کا سبق دیا گیا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے آپ نے ایک بھٹی یا چمار کو چائے پیش کی وہ پھیکا یا۔ اس نے عرض کیا حضرت کل برتن لاؤں گا تو چائے لے لوں گا۔ میرے پاس برتن نہیں ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”ہم تم سب انہیں ہیں۔ انسانیت ہم دونوں میں قدر مشترک ہے۔ اسی برتن میں چائے پیو۔ ہمیں بھی تعلیم اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی ہے۔ کہ آدمی مٹی سے بننا ہے کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کسی کالے پر کوئی فرق نہیں۔ کسی شخص کا پیش اس کے لیے باعث فضیلت نہیں۔ باعث فضیلت فقط تقویٰ ہے نیکی ہے۔ پرستگاری ہے۔ خدا کا خوف ہے۔ اعمال صالحہ ہیں۔

چنانچہ پھر وہ انصار کو حضرت سائقہ بھٹلا کر روٹی کھلاتے ہم نے محدث دیوبند ولی کامل عارف باللہ شیخ المشائخ میاں یحیٰ صفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا ہے وہ دار زاد ولی تھے۔ اور مشہور ہے کہ ان کے خاندان میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی ولی ضرور ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے لئے دالے ہندوؤں اور سکھوں تک کے لیے رہنے کا انتظام کیا ہوا تھا کیونکہ وہ سب میں یکساں مقبول تھے۔ دور دور سے لوگ ان کے پاس دعا کرنے اور تعویذ لینے آتے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت کے لیے ایک علیحدہ کمرہ بنوا رکھا تھا۔ اس کی پیشانی پر عبادت خانہ لکھا رکھا تھا۔ مجھے ایک مرتبہ فرماتے تھے ”مجاہد اے۔ پتہ ہے یہ عبادت خانہ کیوں لکھا دیا گیا ہے۔ مسجد کیوں تحریر نہیں کرایا گیا۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ ہی فرما دیجئے۔“ فرماتے ہیں ”کہ صاحبزادے اگر مسجد لکھوا دیتے تو غیر مسلم جو ہمارے پاس آتے ہیں وہ اپنی عبادت کہاں ادا کرتے۔ ان کی آسانی کے خیال سے اس جگہ کو عبادت خانہ قرار دے دیا گیا

میں کہ حضرت! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔

انا المؤمنون اخوة۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمارے ہیں بھائی بھائی مسلمان ہوں یا پانچویں نہیں والے۔ ہوائی ہوں یا انسانیت میں مشرق میں جنم لینے والے ہوں یا مغرب میں شبہ روزگار نے والے کائنات میں چلی نہیں جاتے ہوں وہ تمام آپس میں شیرو شکر اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ساری دنیا سچے انسانیت کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے جلتا ہے۔ جد امجد سب کے وہی ہیں۔ تمام سنی فرقہ انسان ایک ہی فرد واحد کی اولاد ہیں۔ چنانچہ ان میں باہمی محبت و پیاراوار ایک دوسرے کے مسائل سے دل چسپی ضرور ہونی چاہیے۔

محضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ تمام مسلمان ایک جسم واحد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو دوسرے اعضا کو ضرور اس کی تکلیف محسوس کرنا چاہیے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے مسلمان کے کام آئے۔ اس کے دکھ درد میں شریک ہو خوشی غمی میں ہاتھ بٹائے۔ بیٹیوں کی پرورش کرے۔ بھوڑوں کا خیال رکھے ان کی امداد کرے۔ پریشان حال مسلمانوں کی دیکھ بھال میں غور محسوس کرے۔ بیماروں کی عیادت کر جائے۔ ضرورت مندوں کی ضرورت اگر پوری کرے تو کرے کہ ہمدردی محبت کا پیکر بنے۔ اور خدا کی زمین کو بہت نظیر بنائے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ بہشت آنکار آزار سے ناہش

کے رہا ہونے کے کارے ناہش کسی مظلوم شخص یا یتیم پر اس زمین میں رحم کرنے والوں پر یقیناً آسمانوں والہم کرے گا۔ اسلام نے ہمیں ایسے مسلمان بنائے ہیں کہ ہمیں تمام نوع انسانی سے محبت و شفقت کی تعلیم دی ہے۔ ستنے اک

ہے کہ وہ بھی اپنی عبادت میسر و خوبی انجام دے سکیں اور انھیں کسی وقت کا سامنا نہ ہوگا

عزم حضرات! یہ اہل اللہ کا حال ہے کہ غیر مسلموں تک کا خیال رکھتے ہیں۔ کہ انھیں کوئی مشکل عبادت کے سلسلے میں پیش نہ آئے۔ یہ بات بھی شاید آپ کے لیے نئی ہو کہ میاں شیخ صاحب صاحب مہر تقویٰ رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے ولی اللہ و شکر ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ دیوبند میں چار نور ہیں جن کی روشنی میں رہنا چاہیے ہے۔ ان میں سے ایک حضرت میاں سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انھیں میاں صاحب کے متعلق یہ بات سارے دیوبند والوں کو معلوم ہے کہ آپ نے ہندوؤں اور غیر مسلموں تک کے غم و دھماکے کے لیے دیکھنے مقرر کر رکھے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا کہ غیر مسلموں کو بھی اپنے دسترخوان پر روٹی میں شریک کرتے۔ بزرگان عزم! یہ ہمارے اکابر اہل اللہ اور اولیائے کرام کا بھی صدقہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام پھیلا۔ انہیں کے حسن سلوک نے لوگوں کے دل گزیدہ کئے۔ اور اسلام کا سکھ غیر مسلموں کے تلوں پر بٹھا دیا۔ حضرت کلیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت معین الدین امیری قدس سرہ حضرت محمد اہل ثانی قدس سرہ اور نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے دم قدم سے نور اسلام کی فطینیں نکلتی کھڑی ہند میں روشن ہوئیں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ علیہ کے خاندان نے تعلیمات اسلامیہ کا پھر پورا سرزمین ہند میں لہرایا اور اکابر دیوبند نے دین حق کی عظمت میں چار چاند لگائے اللہ تعالیٰ ان تمام اکابر کی قبول کو نور سے بھرے جن کے صدقے اللہ کے دین کی دولت بہت ہم تک پہنچی۔ لیکن آج ہمیں اپنے اور منکر ٹھٹھانے سے اپنے گریباں میں منہ ڈال کر اپنی صورت دیکھنا ہے۔ اگر اسلاف کے ہاں سراسر شفقت و رحمت جھلکتی تھی۔ حسن سلوک، رواداری، اخلاص، اور ہمدردی کا جذبہ موجزن تھا۔ تو ہمارے ہاں نفرت و عداوت، بد اخلاقی و بد کرداری کی فحش ریزی شہ پر ہے۔ حمہ بعض اولاد گنہ عام کہہ اور حیرت کوں بات پر ہوتی ہے کہ لوگ اہل اللہ کے دامن سے الگ ہوتے ہیں

حضرت مولانا غلام غوث علی دہلوی

خطبات

جلسہ یادگار اشاعت کتب کثرتی لائبریری علیہ السلام کا احیاء و ترمیم

شعبہ ۱۲۲۲

ترتیب رہے ہیں۔ خدیجہ و عائشہ پر نشان ہیں
تاج و تہارے دلوں میں آہستہ آہستہ
کونی جگہ ہے؟

آہستہ آہستہ المومنین تم سے اپنے حق کا مطالبہ
کر رہی ہیں، عائشہ بکھڑی ہیں۔ یہی عائشہ
جہیں میرے میں (رسول اللہ) پیار سے گھبرا
کہہ کر بکھڑے تھے۔ بیٹوں نے رسول اللہ
کو رحلت کے وقت مساک چھو کر دی تھی۔
ان کے تانوس پر قربان ہو جاؤ۔ سچے بیٹے
ماں پر کٹ مارتے ہیں۔

آخر اس صحیح سے علم الدین اٹھا اور جس
بابوں کی حفاظت سے قانون تاسر تھا اس کی
حفاظت علم الدین کے غمخیز نے مبالغہ کی کیا
لے کر کی۔ اگرچہ اسے اپنی جان کی بازی بھی
ہارنا پڑی مگر یہ بات دنیا پر واضح ہو گئی
کہ مسلمان خنڈ سے کائنات علی اللہ علیہ السلام
کے تانوس کی حفاظت قانون سے نہیں بلکہ
خون سے بھی کرتا ہے۔

حقیر نبوت کی ماہ میں جب کامیابی فریقہ
نے رہنے پیدا کرنے شروع کئے اور ایک
گراہ سحرک نے سر اٹھایا تو اسی وقت
حق پرستوں کی جو صفیں اس کے مقابلے
پر بیٹھ سپر ہوئیں۔ شاہ جی قانون کی عظمت
سے ان میں پیش پیش تھے اور آخر تک پیش
پیش رہے۔ ہر قدم پر مشکلات آڑے آئیں
مساب سے سنا کر۔ آفات کی گھنٹی بٹھکی
فریخی اقتدار نے قدم قدم پر دوسرے اٹھائے
قیدیوں سے لڑ کر داروں تک بات سننا
پہنچ کر مشق رسول کا دامن ہاتھ سے نہ
چھوڑا اور شیر بندہ ایک طرف انگریزی
سامراج پر بھڑو دار کرتا تو دوسری طرف
انگریز کی ذہنیت جو قادیانیت کے نام سے
نقوش پارسی تھی اس کا تباہی پانچہ کرنے میں
مہرور را چنانچہ شاہ جی نے فرمایا تھا۔

”حقیر نبوت کی حفاظت میرا جہاد ایمان ہے
جو شخص مجھ کو اس ردا کو چوری کرے گا۔ جی
نہیں۔ چوری کا حوصلہ کرے گا میں اس کے
گنہگار کی و جھیمان عیادوں گا۔ اور جو اس
مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا میں اس کا
ہاتھ قطع کر دوں گا۔ میں جیواں (رسول اللہ) کے
مساو کی کہ نہیں۔ نہ اپنا نہ پیارا۔ میں انہیں
کا ہوں۔ وہی میرے ہیں جس کے سن سنا
کو خود دہت کہہ سنے قہن لکھا کہ آکرستہ
کیا ہو۔ میں ان کے حق و جمال پر نہ مر مڑوں
تو سنت سے چھ پر اور لغت سے ان پر چون کا نام تو
لیتے ہیں۔ لیکن سادوں کی فیروہی کا نشان دیکھتے ہیں
آپ فرمایا کرتے تھے۔“ مجھے ایک چرچ

جائیں شیعہ انتہی حضرت مولانا عبداللہ مدظلہ پر ہمک عیس ذکر کے باعث
وقت مقررہ پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکے اور جلسہ کی آخری تقریر
جو مضمین اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ غفرلہ فرمائی تھی
نشب تک جاری رہی اس لئے آپ نے یہ خطبہ زیادہ وقت بڑھانے کے
باعث نہ پڑھا اور دوسرے دن خطبہ جمعہ کی جگہ من و عن پیچہ
کر سنا دیا۔
(مناظرین نظر سے)۔

جسٹس دیکھ گئے ہمارے ”سراج دین“ ہاشم بھٹو
قانون کے اصطلاحی ستر پر رکا کر دیا ہے۔
سلاٹوں میں بیجان برہا ہے۔ تانوس
کے پردانے ماچھی ہے آب کی طرح ترتیب سے
ہیں۔ سوسا دھڑی نے دفعہ ہمارا کال کرنا
کی عزت کا امتحان لیا جاتا ہے۔ دینے داسے کی
نخ مرسل کا پاسان اپنے نانا کی عزت پر کٹ
مرنے کا تہیہ کر کے مہمان علی میں آ چکے۔
بھارتی کا عشق شباب پر ہے اور وہ شہادت
کے راستہ میں سر پھٹتی پر دھک کر باطل کو
لٹا کر رہے۔ مولانا احمد سعید اور مفتی اعظم
حضرت مولانا محمد کائنات اللہ ابیج پر موجود
ہیں احاطہ کے دروازے پر پولیس کے دست
دستہ پھر دے رہے ہیں لیکن چوڑی
شہادت سے سرشار دین غلام دین کی کھلا
زبان حرکت میں ہے بدھ دیکھ اسلام کی
زبان بول رہی ہے۔

”آج آپ لوگ جناب فخر رسل محمد صلی
صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت و تانوس
کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔
آج ہمیں انسان کو عزت بخشنے والے کی
عزت خضرے میں ہے آج اس جلیل القدر
ہستی کا تانوس معرض خطر میں ہے جس کی
دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو تازہ ہے
آج مفتی کائنات اللہ اللہ مولانا احمد سعید دینی
کے دروازے پر ہم المومنین حضرت عائشہ
عذیقہ اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ
آئیں اور فرمایا۔ ہم تہادی ماہیں ہیں کیا تمہیں
معلوم نہیں؟ کو کفار نے ہمیں گالیوں دی ہیں
ارے دیکھ! ام المومنین دروازے پر تو نہیں
کھڑی ہیں؟ تہادی جنت کا تو یہ عالم ہے کہ
عام ساتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا نہیں
معلوم نہیں کہ آج گنبد خضرا میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم علی عبداللہ (ذی الصلوة)۔
بزرگ عظمیٰ آج سہر ماہ کے اس مرد جلیل
کی یاد میں ہم آگے ہوئے ہیں۔ اس مرد پاکباز کو
خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں
جس کی دودیشی و تیزی نے سوسا سے منتظر
تھی، خوش سلاطی کا دبوڑی جس پر ناز کرنی تھی
غیرت شہری جس میں کوٹ کوٹ کر نصیری ہوئی
تھی اور خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق
جس کا اور تھا بچھڑا تھا۔

”یاد رکھیے جہاں تک سیدی و مولانی حضرت
امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ
علیہ کی یاد کا تعلق ہے میرا مہمان یہ کہتا ہے کہ جب
تک عشق رسول کی روح موجود ہے۔ کتاب و سنت
کی عزت پر کٹ مرنے والے جہات ہیں، صحابہ کی
عظمت کا نقش ہائی ہے اور سلاطین کی رگوں میں گلی
غیرت و حیثیت کا خون دوڑ رہا ہے تمہاری کبھی نہیں
مر سکتا، وہ زندہ رہے گا، زندہ مایہ رہے گا۔

وہ اگرچہ نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے اس کی
صورت اگرچہ آنکھوں کے سامنے نہیں لیکن اس کے
زمرے آج بھی گاؤں میں گرج گرج کر عزت رسول
اور عشق خداوندی کے سرمدی کیست سے قلب و
روح کو تڑپاتے ہیں مصروف ہیں۔ یہ اہل
پاک کی فضا اور دینی دروازے کے در و دیوار
آج بھی اس کی دستان عشق رسول کے درق الٹ
رہے ہیں، یہ کڑواں کے سامنے شہیدان شہر بڑت
کے خون میں تھاپے ہوئے ذکرت آج بھی نگہاری
کی یاد میں ترتیب رہے ہیں، وہ متفرق ہیں کہ نگہاری
کے نام ایوا خدا کا نام سے کراہیں اور مصطفیٰ کے
عشق سرمدی کا پیر ہر فضا کے آسمانی ہیں لہذا دین
سامنے وطن جنگ اور احاطہ عید الرحمن کے در و دیوار
چشم تصور کو ۱۹۷۱ء کے جنگی تریدوں کی فضا متوجہ
کر رہے ہیں اور باہمی کی یادیں بادلوں کی طرح اٹھانے
کر دل و دماغ چھاری ہیں۔ لاہور بان کوڑے کے

سے محبت ہے اور وہ ہے قرآن — مجھے ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز۔
اللہ کی کتاب کا لغت کے معنی میں خود لفظ سے میں محمد پر آماری لگی ہیں بالورگو اس کی نہیں نہ کھایا کرو۔ اس کو بچا کرو سیکھا حدیثیں! اوشاہ اسماعیلہ شہید کی طرح نہ سبھی اقبال کی طرح ہی بیٹھ لیا کرو۔ دیکھا اس نے قرآن میں دُوب کو بچھا تو موب کی دانش پر بدول دیا۔ پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ وہ نہایت جلدول ہیں اذان کی صدا ہے۔

خود شاہ جی قرآن پڑھنے کو نہ صرت یہ کہ وہ خود لفظ اللہ دہرتے بلکہ سننے والے پر بھی سحر ہوجاتا۔ یوں مجھوں ہونے لگا کہ قرآن کا نوبل ہورہا ہے۔ اور جناب دینت میں انسان ہی نہیں فضا بھی جھوم رہی ہے۔ انشا کا یہ عالم تھا کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم ہندو اور سکھ بھی شاہ جی کا کران سننے کے لئے آتے اکثر ہندوں کو یہ کہتے تھے گاہی ہے کہ شاہ جی تو دشمن کی زبان لہرتے ہیں۔ سرسید کو کرسی کی آند یہ نیشٹ مسلمانوں کا جو مسلمہ دینی میں بڑا تھا اور اس جیلے میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا فضل الرحمن اور دیگر اکابر کی ملت بھی شریک تھے میں نے خود اپنے کاروں سے شاہدیت جو اسرار لال ہندو نے کے الفاظ کہے تھے۔ "وفاقت کار سے وضعت کہاں تھی میں عین کھڑا سا وقت نکال کر شاہ جی کا قرآن سننے لگا ہوں۔"

انگریز سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ میرلا فراتے۔

"میں ان سوزوں کا دلبر ہوجانے کو بھی تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کینچی کو دیران کا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں ایک فخر ہوں۔ اپنے نانا کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں۔ اور اگر کچھ چاہتا ہوں۔ تو اس ملک سے انگریز کا اتحاد۔۔۔ دو ہی خواہش ہیں۔ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لگا دیا جوں۔ میں ان علمائے حق کا پرچم لئے عیترتا ہوں یہ مشعل میں ترغیب کی تیغ ہے نیام کا شکار ہونے سے۔ رب ذو الجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں لوگوں نے پیچھے جب تک کسی سرفروں کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے وہ نہ شرف سے قناتاشا ہیں اور تاشا دیکھنے کے عادی۔ میں اس سرزمین میں معبود الف ثانی کا پاس ہی ہوں شاہ ولی اللہ اور خاتمان دل الہی کا منبع ہوں سیداحمد شہید کی

سیرت کا نام لیا اور شاہ اسمیل شہید کی بھارت کا پانی دلیلا ہوں میں ان پانچ مقدمہ لئے سادق ہے یا یہ ذخیرہ علمائے امت کے فکر کا ایک خدمت گزار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عرقید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔۔۔ اہل ہاں میں انہیں کی نشانی ہوں انہی کی خدمتے بازگشت ہوں۔ میری گولیوں خون نہیں آگ دوڑتی ہے میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں فاسق ناکوڑی کا علم لے کر نکلتا ہوں میں نے شیخ الہند کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے میں زندگی بھر اسی راہ پر چلا رہوں اور اسی راہ پر خلیفہ بروں کا میرا نصب کا سوا کوئی توقف نہیں۔ میرا ایک ہی لقب ہے الامین ہے۔ بطلانی سراج کھفتا تا دقنا؟ مجھ بقہ شاہ جی کی یہ آرزو پوری کی اور وہ انگریزی ساراں کو اپنا پتھرہ اٹھا کر جاتے ہوئے دیکھ کر گئے اور انہوں نے میرادیت کو بھی دم توڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

برادرانِ محرم! شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان مردانِ حق کے گروہ میں سے ایک ایسے فرد تھے جن کا مقام بارگاہِ خداوندی میں بہت بلند تھا اور زمرہ اولیاء میں وہ تمام مجددیت پر فائز تھے۔ اس صدی کے محمد شام حضرت علامہ سید اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو امیر شریعت کا خطاب دیا اور خود آپ کے ائمہ پرہیت کی بختی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمدی نور اللہ مرتدہ آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد علی صاحب درخاشی غفرلہ کو دربار رسالت سے آپ کا ائمہ بنانے کی ہدایت ہوئی۔ حضرت مولانا کلغیر رحمۃ اللہ علیہ اسی پاداش میں شہید ہوئے۔ خود ہمارے حضرت شیخ التفسیر سید محمد موصوفی حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تو آپ پر بھی جان سے دھارتے۔ گفتوں آپ کا ذکر بھر کرتے

اور یوں محسوس ہوتا کوئی عاشق صادق اپنے محبوب کی اداؤں کا ذکر بھرو کر کیف و سرور کے دوستانوں میں کھو گیا ہے آپ فرمایا کرتے تھے لوگ شاہ جی کو ایک بہت بڑا خطیب ایک سیاستدان ایک محب وطن اور چرچات دے باکی کا سنون مزدور تسلیم کرتے ہیں لیکن شاہ جی کے روحانی مرتبے کے تقاضی طور پر نواذات ہیں دراز ان کے پاؤں دھو دھو کر پیٹتے

حضرت اکبر فرماتے، شاہ جی کا حال

اور اسلام کی شمشیر برہنہ ہیں۔ لیکن انہوں نے ادب "مرا" کی چادر اوڑھ لی ہے اس لئے ظاہر میں لوگ ان کا روحانی مقام بخشن نہیں کر سکتے آج سے گیارہ سال قبل اکی پارک میں احرار کا نفرنس منعقدہ ۲۵ — ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے مجلس احرار کی خدمات کو سراہتے ہوئے اور ان کا اعتراف کرتے ہوئے شاہ جی کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا تھا

رخا کاران احرار کی حفص۔ عداوت اور اسلام کی جاں نثار جماعت کو اللہ تعالیٰ نے داتا بھی ہے لیفیعہ فرماتے ہیں جو اپنی حق گوئی، حق پرستی، حق کی حمایت کے لئے باطل کے مقابلہ میں سرسوں کی بازی لگانے میں شہرہ آفاق ہیں۔ حق کی حمایت میں اگر باطل پرستوں نے ہتھیاریں بنائیں اور جیل کی اندھیری کو ٹھٹھکیوں میں بند کیا تو ان تمام مصائب کو ان عبادین نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا

میں نے شیر دل جابر اعظم۔ امیر شریعت حافظ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کے سامنے جیل میں رہ کر دیکھا ہے۔ اتنا بختہ ہیں اور دفاعتہ جیل کو اتنا بھشتاے ہیں کہ ان کے سب علم غلط ہو جاتے ہیں۔ رخا کاران احرار کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت شاہ صاحب کے دفاعتہ کار ایک بہت بڑے جید عالم و بحر بیان اور اعلیٰ درجہ کے مدبر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور شیخ حسام الدین صاحب جیسے جلیل القدر قائد اور مقتدر قوم عطا فرمائے ہیں۔ اور جیتے احرار شکر کرے کہ حق گوئی حق پرستی اور جرات اور بے باکی میں عابد اعظم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا شہید اور مجھ غفور مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو بنا کر شامی کر دیا ہے تاکہ جب حضرت شاہ صاحب میلان کا دراز سے دوسروں کو قاضی موصوت کو باطل کے مقابلہ میں علم حق دیا جائے اور ہمیت احرار بڑی ہی خوش نصیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر میدان سیاست کا شامسوار شطرنج سیاست کا بہترین کھلاڑی باطل پرستوں کی نگاہوں اور ضرب کاریوں سے بھرا کھاہ مارٹر تاجدار

زنا کاری اور اسلام

دارالعلوم حقانیہ اکیڈمی حیدرآباد

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

عہد نبوت اور قرآنی سناریئیں

یہاں نمک بحث اس بات کے متعلق تھی کہ زنا اور بدکاری کے لیے قرآن کریم نے کیا قانونی سناریئیں مقرر کی ہیں یا اخلاقی تعلیم کے ذریعے۔ اس کے اسناد کے لیے کیا کیا معایر بنائی ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بتائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کریم کی بنیاد پر مرد و زن کے بارے میں کیا عمل درآمد کیا ہے۔ اس کے لیے جب ہم عہد نبوت کے مشہور واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو روز روشن کی طرح ہمیں یہ حقیقت عیاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ حضور کے عہد مبارک میں جب بھی بتنا تھا جسے بشریت کسی سے اس قسم کی غلط حرکت سرزد ہوئی ہے۔ اور ہم کے نبوت میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا ہے۔ اس پر سستی کے ساتھ یہ قانونی سناریئیں نافذ ہو کر رہی ہیں۔ اور قرآنی نذرانے کے احترام کے پیش نظر سزاؤں کے نفاذ میں اسلحا کسی کی رعایت نہیں کی گئی ہے۔ نہ اس قبیلے فعل سے معاشرے کی تعمیر میں ترقی یا فحشیت سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ برے احترام کے ساتھ اس قسم کے مواعظ میں قرآنی سناریئیں نافذ کر لی گئی ہیں۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل وہ واقعات کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

حضرت عائشہؓ کا واقعہ

بہادری اور مسلم میں متعدد صحابہ کی روایت سے یہ واقعہ متعلق ہے کہ حضور کے عہد مبارک میں حضرت عائشہؓ سے زنا سرزد ہوئی تھا۔ اور حضور نے اسے رجم (سنگسائی) کی سزا دی تھی۔ یہ واقعہ کتب حدیث میں ائمہ پروردگارؐ کی عباد اللہ جاوید بن سیدہ - عبداللہ ابن عباس - ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ کرامؓ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔ ان متعدد طرق میں سے ایک طریقہ یہ ہے۔

عن سلمان بن ابراہیم عن ابیہ قال جاء ماعز بن مالک الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هلوى فقال يحاك اوجع ما ستأخذو

اللہ رب الیہ۔ قال خرجه غیر یسید ثم جاء فقال یا رسول اللہ طهرنی فقال الشبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلک حتی اذا كانت الیاء بیتہ فقال لکم من ان فاضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ جب جنس فاضل نہ لیس بہ جنس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انیت فقال نعم فامر بہ من جم الحدیث

مسند - باب حد الزنا

سلمان ابن بربہ اپنے باپ بربہ سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ مجھے پاک کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ارے جاؤ۔ اور بربہ کو کہتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت طلب کو۔ ماعزؓ حضورؐ سے غلطی پر جا کر پھر لوٹ آیا۔ اور عرض کیا کہ حضورؐ مجھے پاک کیجئے۔ آپؐ نے پھر دہرائے جانے کے لیے فرمایا۔ یہاں تک کہ کچھ بار ماعزؓ آیا اور عرض کیا کہ حضورؐ مجھے پاک کیجئے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ کسی چیز سے مجھے پاک نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا کہ اس کو بھڑوں کی بیماری کونہیں ہے؟ تو آپؐ کو بتایا کہ حضورؐ یہ جانتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ماعزؓ سے فرمایا کہ تم نے زنا کیا ہے؟ ماعزؓ نے عرض کیا کہ ہاں میں نے زنا کیا ہے۔ اس پر آپؐ نے حکم دیا کہ اسے رجم کیا جائے چنانچہ وہ رجم لگا کر مر گیا۔

قرآن مجید صابہ کرامؓ کے ایمانی جوش اور جذبہ اخلاقیات پر کہ کچھ بتنا تھا جسے بشریت ان سے نگاہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ رجب ان کے دل کی داغ پر عیسیٰ اور تافرمائی رب کا حضور غائب آجاتا ہے تو ائمہ سے جذبہ ایمانی اس قدر بھڑکنے لگتا ہے کہ ان کی قربانی کے لیے بھی اپنے آپ کو پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور قانونی سزا کے تحت دار پر پھرنے سے ہرگز جان دیدیتے۔ ماکرم اور تافرمائی کا بدنامی

دھل کر قیامت کے دن لینے نب کے حضور انیس حالت میں پیش ہو جائیں کہ عیسیٰ اور تافرمائی کا لازم ان پر باقی نہ ہو۔ (رضی اللہ عنہم وادعنا ہم اجمعین)

خیرہ تو آپؐ مرد کا واقعہ تھا۔ جو اس قسم کے واقعات سے دیکھ کر زندگی کے مختلف تشبیہ و فراز میں دوچار ہو ہی جاتا ہے۔ اور جان کی قربانی اس کے لیے چنداں ہذا اگر گوار کیا نہیں ہوتی۔ جس پر اسے گوارا اس کے لیے ہذا رہا ہو۔ بالخصوص عرب کے نوجوانوں کے لیے تو یہ ایک معمولی بات سمجھ جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک موسیٰ خاتون کی سزا پائی کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو اسے اس نگاہ کی پاداش میں حضرت عائشہؓ کی طرح پیش آیا تھا۔ اس واقعہ سے آج کی مغرب زدہ ذہنیت رکھنے والی عورتوں کے لیے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں کہ عہد نبوتؐ کی مسلمان عورتوں اور عورتوں کو اپنی پاک و نامحسوس قدر پر کتنی اصرار ہے۔ اور ان کے دلوں میں اخلاقی جرائم سے پاکیزگی کا جذبہ کس قدر بھڑکنے لگا ہوا ہے۔ اور عافیت ان کے دل و دماغ پر کہاں تک عمارتیں ہو چکی تھیں؟ ان کے سطور میں وہ رزہ خیز واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ جو اس مومن خاتون کو اپنی زندگی میں پیش کیا تھا۔

حضرت فاطمہؓ کا روزہ خیز واقعہ

انسانی فطرت میں عام طور پر کمزوری و دلیلیت کی گتھی ہے کہ کسی ملک اور تباہ کن حادثہ پیش آنے اور بدقسمت نمود اسے دیکھنے سے پیشتر اگرچہ طبیعت میں جرأت اور استقلال مضبوط ہو کر پایا جاتا ہے۔ اور ضعف و کمزوری اس کے مقابلہ میں کم پائی جاتی ہے۔ رجب کوئی مالکادہ واقعہ اور جنگ حادثہ دیکھنے میں آجاتا ہے تو جرأت خود بخود ختم اور استقلال آہستہ آہستہ چرچاتا ہے۔ یہ طبیعت اس قسم کے جانکادہ واقعہ کو برداشت کر کے کے لیے ہوشیاری میں رہتی ہے۔ بالخصوص عورتوں کی طبیعتیں اس سے ہوشیار ہیں۔ انہماکی اور اہمیت بہت پرست واقعہ ہوتی ہیں۔ لیکن آپؐ کو کج زبان ہونے کے حضورؐ نے ماعزؓ کی عمارت کی واقعہ ایک خاتون بدقسمت خود کو بردہ رہی ہے۔ اور پھر بھی۔ اس لرزہ خیز واقعہ سے نہ گھبرا جاتی ہیں اور نہ اس کی طبیعت میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ اس کا ایمانی استقلال کو دھڑکا جاتا ہے۔ بلکہ جنات کے ساتھ مومن دعویٰ کے کاٹھنی ہیں۔ اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر یہ عرض کرتی ہیں کہ حضورؐ مجھے جس حضرت عائشہؓ کی طرح پاک کیجئے۔ حضورؐ اس کو بھی ماعزؓ کی طرح یہ تلقین فرما دیے ہیں کہ جو بدنامی

اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ صریح طور پر قرآنی احکام کا انکار ہے۔ اور قرآن کے کسی حکم انکار صریح گنہگار ہے۔ اس طرح کے عقائد رکھنے والے لوگ بھی اگر مسلمان رہیں گے۔ تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ ان عقائد اسلام کے کلمہ میں کوئی خطا یا تباہی نہیں رہا ہے اور ایک شخص بیک وقت مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور کافر بھی۔ یہ نظریہ اگر غریب یا مغرب اسلام کا نظریہ ہوگا تو خودی اسلام کو اس نظریہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

خلافت راشدہ اور قرآنی سزائیں۔

اس کے بعد جب ہم خلافت راشدہ کے دور حکومت اور خلفائے راشدین کے احکامات کی روشنی میں یہ دیکھتے ہیں کہ زنا اور بدکاری کے لیے قرآن کی سزا جو سزائیں مقرر ہیں۔ ان کے بارے میں خلفائے راشدین نے کیا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اور کیا احکامات صادر کئے ہیں تو اس کی شک و شبہ کے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انھوں نے بھی اس اخلاقی جرم اور جاسوس جرم کے خلاف سزائیں صادر کیں جو حضور کے لیے اس حد حد کے ساتھ جاری کئے وہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔ جو حضور نے لینے زنا و زانیات میں اختیار کیا تھا۔ اور وہی احکامات صادر کئے ہیں جو حضور نے پہلی زندگی میں صادر فرمائے تھے۔ طوالت سے بچنے کے لیے ذیل میں ہم صرف ایک حدیث راشدہ حضرت عمرؓ کے دو خط نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انھوں نے لینے مثالی دور حکومت میں صبار کوام کے ایک عظیم اجتماع میں دیا تھا جس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگا کہ پوری خلافت راشدہ کے زمانے میں جرائم کے متعلق قرآن کریم کی جو سزا مقرر ہے یا پابندی کے ساتھ قرآن کریم پورا رہا ہے۔ اور جو اصول پر یہ سزائیں جاری تھیں نافذ ہو رہی ہیں۔

حضرت عمرؓ کا خطبہ

ذیل میں حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ نقل کیا جاتا ہے جو بخاری اور مسلم میں بروایت ابن عباس ذکر کیا گیا ہے۔ اور میں نے زنا کاری کی سزا کے بارے میں قرآن کی تفسیر کی گئی ہے۔

عن ابن عباس قال جلس عمر علی علی بن المسین ثم قال اما بعد فان قتل کلمہ مقاتل قتلت قد قتل ابن اخطا لادری لعلھا بین یدی اهل بن عقیلھا و عاھا فلیعذب بها... ومن خشی ان لا یتقھا فاعزل لاجل احد ان تکذب علی

"ان الله بعث محمداً صلى الله عليه وسلم بالحق من انزل عليه الكتاب فكان ما انزل الله آية بالحق من انزل عليه"

حضرت پریدہ روایت فرماتے ہیں کہ محمدؐ غافل کی ایک عورت نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ! مجھے پال لیجئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ تو کہہ کرے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ اس پر وہ کہنے لگی کہ کاش آپ مجھے ماغولی طرح ٹوٹا کر چاٹتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کیا کہی ہو۔ کہنے لگی۔ حضورؐ! میں زنا سے حاملہ ہو چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جیسا کہ بچہ پیدا نہ ہو سزا نہیں ملے گی۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو حضورؐ سے کہنے لگی کہ یہ کبہ دیا کہ خاتون کا بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب اس پر سزا اس لیے جاری نہ ہو گی۔ کہ پوری رعایت کا انتظام مشکل ہو جائے گا۔ دوسری ایک روایت میں یہ آیا ہے۔ کہ جب بھی پیدا ہو گیا تو ذکر کرہ خاتون اسے ایک کپڑے میں پیٹ کر حضورؐ کے پاس لے آئیں۔ اور کہا کہ یہ بچہ میں نے بنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو مدت رخصت تک دو روہ ملائی رہے۔ چنانچہ وہ بچہ کرسے کر چلی گئی۔ جب مدت رخصت پوری ہوئی۔ تو پھر کہ پھر سے کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں تک بچہ نہ پختہ ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ اور عرض کیا کہ حضورؐ! اب یہ بچہ دو روہ میں پھر کر دیا لکھنے لگا ہے۔ اس وقت بچہ ایک مسلمان کے حاملہ کرسے سزا کا حکم دیا گیا۔ اور وہ خاتون سزا کر دی گئی تھی۔

یہ وہ مسلم خواتین جو عمری قوانین کے اشتراک اور قانون الہی کی عظمت کو محال رکھنے کے لیے ہر وقت بڑی عوامی اور مخفیہ پیشانی سے جان توڑ کرنے کے لیے تیار رہتی ہیں۔ اور کبھی اس سے فریغ نہیں کرتیں۔ نہ اپنی پاک دامن اور پاکیزہ پر زنا کاری جیسے گندہ فعل کا بد نامہ داغ دینے دیتی ہیں۔ ایسی خواتین کی پاکیزہ سیرت اور اکیلا کردار کی روشنی میں جب آج کی مغرب پر مستحیات اور اخلاقی تیرد بند سے آزاد عورتوں کی سیرت و کردار پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو دل و دماغ سے حیرت و فیصلے کے نشان ان کے بارے میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ آزاد دیکھتے ہیں۔ اور غضب و خفا میں اس قابل ہی نہیں کہ انھیں سزا دی جائے۔ ان کے بارے میں دیکھا جائے۔ یا سزا خواتین کی کیا سزا کا حق انہیں دیا جائے۔ بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ طرز پر سزا مقرر اور یہ سزا عورتیں ہیں جو اسلام کا نام لے کر جو اسلام ہی پر عملہ آور ہو رہی ہیں۔ اور قوم کی بھول بھالی سا روح کو بھول کر یہ دیکھ کر دے رہی ہیں۔ کہ یہ سزا کی طرح مسلمان ہیں۔ اور مسلمان خواتین کی مسیحیت کی کڑی ہیں۔ حاملہ اسلام کے اعتقاد پر قائم ہیں ان عقیدے کے لیے کوئی گناہ نہیں۔ کہ زنا یا زانیہ یا زانیہ جرم ہی نہیں۔ یا اسلام میں نمودار دہش کی کوئی

کے لینے رب سے مغفرت طلب کر لو گراس مومن خاتون اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ بند کی اپنی پاکیزگی کا گواہ اس قدر دہلیز ہے۔ کہ وہ ایک جی نہیں سنتیں۔ اور بول اچھی ہیں کہ حضورؐ میرا خیال یہ ہے کہ آپ مجھے ماغولی طرح ٹوٹا کر چاٹتے ہیں۔ حالانکہ میں لوٹ کر جانے کے لیے نہیں بلکہ جان دے کر اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوئی ہوں۔ جب اس سے حضورؐ مزید دریافت فرماتے ہیں۔ تو وہ صاف طور پر اقرار دیتی ہیں کہ میں زنا سے حاملہ ہو چکی ہوں۔

حضور پھر بھی اسے مزید جہت دے کر فرماتے ہیں کہ جب تک بچہ پیدا نہ ہو ہم پر سزا جاری نہیں کی جائے گی۔ اس میں شاید حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ مدت کے زمانے میں وہ اپنے اقارب سے صورت ہو کر بار آجائے گی۔ تو سزا سے بچ جائے گی۔ مگر اس کا ایمان جو جس اور پاکیزگی کا جذبہ لب اسے یہ اجازت دے سکتا تھا۔ کہ روپنے اقرار سے مغفوت ہو جائے چنانچہ کافی عرصہ گزرنے کے بعد بھی جب اس کا بچہ پیدا ہوا۔ تو فوراً اپنے آپ کو کرسے کے لیے چل کر گیا۔ گھر بھی حضورؐ سے اسے اس خیال سے مزید ملے دے دی کہ ان مہرمان کے بعد بھی یہ رعایت کا انتظام مشکل ہو جائے گا۔ عرض پھر بھی پیدا ہوا۔ اور رخصت کی مدت بھی ختم ہو گئی۔ مگر اس پاکیزہ اور مثالی معاشرے کی یہ حالت تھی کہ اس طویل عرصہ میں زنا ہو لینے اقرار سے رجوع کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ اور دوسرے کسی اللہ کے بندے نے اس کو رجوع کرنے کی تلقین کی اور بالآخر اسے رجم کی سزا مل کر دی۔ وحق اللہ تعالیٰ عذاب اور سزا حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

عن بسبب قتال جادت املاء من غامد قتالت یارسول الله طهری فقال و جلیک ارجی فاستغفی الله تعالیٰ علیہ فقال انک تسبیت ان تسدد حقنا و ترویت ماعین من مالک قتال و ما ذلک قتالت انتھا حبیبی من القتال قتال لھا حتی نضعی ما فی بطنک فضعت قتال فانی التبی علی الله علیہ و علی قتالت و صنعت انما مدیة قتال اذا الشرج بها و سدد و لایھا صغیرا لیس لھا من رضعی (و فی حدیث) قتال و لذت انتھ بالصبی فی خیمت قتال هذا قتال قتالت بالبی فی مدیة کسرتا خیم قتال هذا یابو الله تدر فطنتی قتل اکل المعام فذفع الصبی الی رجل من السلیمن شہد امری فذبحہ (مسند)

الوجہ فقرًا وناہا عقلنا ہادی علیہا حاجم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ورجعنا بعدکما فخشینا ان طلاقنا
ذمانہ ان یقول تلک واللہ ما یخجل آتیۃ النجم فی
کتاب اللہ فیصلہ بتلک شریعتنا انزلھا
اللہ تعالیٰ - واللہ اعلم حق علی من زنی
اذا احصن من الجبال والنساء -
(اذا ماتت البیتان فان الحبیل والاختلاف
بخاری ج ۱ ص ۱۱۱)

”ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ
نے ایک دن منبر پر بیٹھ کر یہ خطبہ دیا کہ
آج میں آپ کے سامنے ایک مقابلہ
کرنا رہا ہوں جس کا پڑھنا میرے لیے
طروری ہو گیا ہے۔ میں یہ تو نہیں جانتا
کہ موت کب آئے گی۔ مگر شاید یہ مقابلہ
میری موت کے قریب ہو۔ جس نے میرے
اس مقابلہ کو سمجھا اور یاد رکھا۔ وہ اسے
جان کرے اور جس نے اس کو اچھی طرح
سنیں سمجھا ہو۔ اس کے لیے یہ جائز نہیں
کہ میری طرف غلط باتیں تسویب کرے۔
اور مقابلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ
کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ اور ان پر
ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس میں
ایک آدمی پر رحم کی بھی غمی۔ ہم نے اسے
پڑھا۔ سمجھا۔ اور خوب یاد رکھا۔ اس سخت
آنحضرتؐ نے بھی رحم کیا ہے اور ہمارے
بھی اس کے بعد رحم پر عمل کیا ہے لیکن
میرے ساتھ یہ خطرہ ہے کہ طویل زمانہ
کی وجہ سے لوگ یہ گناہ شروع کریں گے
کہ کتاب اللہ میں ہم رحم کی آیت نہیں پاتے
لہذا رحم نہ کرنا شرعی نہ رہا ہے۔ یہ
لوگ خدا کے نازل کردہ فریضہ کو چھوڑ
کر گراہ ہو جائیں گے۔ اس لیے آج میں
میں اعلان کرتا ہوں کہ جو بھی شادی شدہ
مرد عورت زنا کریں گے ان کے لیے
شرعی سزا دہم ہے۔ بلکہ زنا کا جہنم
میتنہ سے ہو گیا ہو۔ یا عمل ہو اور یا
امتنارہ

حضرت عمرؓ کا یہ خطبہ کسی تشریح کا
محتاج نہیں۔ اس میں پوری خلافت کا
کائناتی سزائے زنا کے بارے میں واضح
کیا گیا ہے۔ جس سے یہ حقیقت عیاں ہو
جاتی ہے کہ زنا کا کسی کی سزا کیے بارے
میں غلطانے دانشدین کا قائل آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل سے ذرا
برابر بھی مختلف نہ تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ
پورے طریقے سے موافق تھا۔ اور یہ
ایک سنت مسترہ تھی جو حضورؐ کے زمانے

سے مسلسل چلی آ رہی تھی۔ کہ جس نے بھی
زنا کر دیا۔ اس پر پانچ سو روپے لگا دیئے جائیں
گے اگر وہ شادی شدہ مرد یا عورت نہ ہو
یا اس پر رحم اور سنگساری کی سزا جاری
کی جائے گی۔ اگر وہ کوئی شادی شدہ مرد
ہو یا عورت چنانچہ حضرت علیؓ نے جب
اپنی خلافت میں جہد کے دن ایک شادی
شدہ عورت پر رحم کی سزا قائم کر دی۔ تو
فرمایا کہ:-

رحمتنا حبسنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(بخاری ج ۱ ص ۱۱۱)

”میں نے اس عورت کو آنحضرتؐ صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رحم کر دیا
زنا کی کثرت۔ اور اس کے اسباب

یہ حقیقت تھیں کہ مباحث سے اچھی طرح
دانش ہو گئی کہ اسلام نے عام فواحش و
منکرات کی طرف زنا اور پکاری سے بھی
معاشرے کو پاک رکھنے کا مکمل انتظام کیا ہے
الشدی تدابیر کے ساتھ ساتھ اس نے اس
کے لیے کافی سخت سزائیں بھی تجویز
کی ہیں کہ اگر وہ سزائیں زنا کاری کے ارتکاب
کرنے والوں پر پابندی کے ساتھ جاری
کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ تو معاشرے سے
زنا کاری کی وبا ختم ہو سکتی ہے۔ تاہم گواہ
ہے کہ حدود اہل میں اسلامی حکومتوں کے
سربراہ چونکہ پوری طرح جرائم کے اشداد
کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اور اسلام کے
تجزیری قوانین کے نفاذ سے غافل نہ تھے۔
اس لیے اس وقت جرائم یا نکل صفر کے
درجہ میں تھے۔ آج بھی یہاں اسلامی تعزیرات
نافذ ہیں۔ مثلاً سعودی عرب کی حکومت
وہاں بھی یہ جرائم صفر کے درجے میں ہیں۔

لیکن جہاں آج اسلامی تعزیرات پس
بشت ڈالی گئی ہیں۔ اور مسلمان حکومتوں
کے سربراہ خود غاش ہو کر غاشی کو فروغ
دینے میں سرگرم دکھ رہے ہیں۔ وہاں
زنا کاری وہاں عام کی طرح پھیل ہوئی ہے
اور اب تو مغرب کی سبب خدا تہذیب نے
مسلمان قوم کے دل و دماغ کا نقشہ ہی بدل
کر رکھ دیا ہے۔ اور قربت یہاں تک پہنچ
گئی ہے کہ زنا کاری کو جدید تہذیب کا ایک
اہم جزو سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ تصور ہی بدل و
دماغ سے نکل گیا ہے کہ یہ کوئی اخلاقی جرم
ہے۔ یا اس پر کوئی شخص سزا یا ب ہو سکتا
ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے گناہ
میں زنا کاری کی یہاں تک کثرت ہے کہ

شریف گھرانوں کی عورتیں بھی اس گندگی
سے غوث ہونے پر نہیں شرماتی ہیں۔ نہ
اس کو اپنے لیے باعث شرف اور موجب
عزت سمجھ رہی ہیں۔ ان تمام خواہشوں کی
اصل وجہ یہ ہے کہ ایک طرف پوری مسلمان
قوم میں حیثیت اقدم لینے مذہب اور اس
کی تعلیمات سے غفلت ناک حد تک نہ صرف
کہ بیگانہ ہو گئی ہے۔ بلکہ بیزار بھی ہو چکی
ہے۔ اور دوسری طرف اس قوم کو مغرب
کی بے خدا تہذیب نے خیالی اور دہی ترقی
کا سبب باغ دکھا کر اپنی طرف راہی اور
غریب اعتبار سے ہائی کر دیا ہے اور اب
وہ یہ سمجھنے لگی ہے کہ مغرب تہذیب ہی
میں تمام ترقیوں کا راز مضمر ہے۔ اور
اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کوئی قوم دنیوی
زندگی کے کسی میدان میں ترقی کرے۔
تیسری طرف بدقسمتی سے اقتدار کے
مناصب پر ہمیشہ لوگ قابض رہے ہیں۔
جو شکست خوردہ ذہنیت کے مالک ہیں
انہوں نے مذہبی یا سوچا ہے اور نہ سوچ
سکتے ہیں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے
جو تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور ہر قسم
کی مشکلات کو اپنی بہترین تعلیمات کے ذریعہ
سے حل کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ فسق و فجور
کے ملبردار رہ کر ہمیشہ فواحش و منکرات کو
فروغ دے رہے ہیں۔ اور اسلام کے ساتھ
ان کی وابستگی پر اسے نام رہی ہے۔ انہی
تین چیزوں نے ہی کہ ہر بگڑا مسلمان فخر و کبر
لحاظ سے تباہی کے گڑھے میں ڈال دیا ہے
جس سے اس کا ٹھکانا مدح و دشوار بگڑا نکلیں
جو کر رہا ہے۔

ابن ماجہ شریف

آدھنیہ بیس

حدیث کی مشہور و معروف
کتاب شیخ ابن ماجہ شریف رحمہ اللہ
اردو کا کل ۱۲ جلدی جامعہ دہلوی کے ۲۷
حصوں کا ایک ایک حصہ چھ لے دو پے چھ
— آج کل طلبہ و علما —
مولانا صفدر علی صاحب
امام محمد علی صاحب
آلہ حیدر علی صاحب

حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر
مجلیۃ العلماء ہند حضرت مولانا سلطان محمود
صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی و دیگر
بزرگوں کو پیش کی اور ان سے عرض کیا کہ اس
مسودہ کا عنوان فرمادیں اگر یہ مسودہ صحیح ہے
تو خدمتِ دین کے سبب سے شائع کیا جائے
ورنہ بلا درجہ مانے، چنانچہ ان بزرگوں نے ناہنجر
کی اس جیز خدمت کو سراہا، چنانچہ ان تقاریر
میں سے بزرگوں کی چند تقاریر اور بطور مثبت
منزلہ اور قرار سے آپ کو سناتا ہوں تاکہ آپ
کو معلوم ہو جائے کہ یہ ترجمہ اور اس طرز ان بزرگوں
کی نگاہوں میں کیسا ہے استاذ العلماء حضرت
مولانا شاہ ادر صاحب فرماتے ہیں

حضرت شیخ التفسیر کا ترجمہ و معنی قرآن مجید
کا حصہ استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ ادر صاحب
(رحمۃ نظر میں)

اب چھک زمانہ کا اور دور ہے اور تقریر
و تحریر کا طریقہ، مقدمہ قرآن کریم کی خدمت
خدمتِ وقت کے مناسب شروع ہوں۔ ارگے
انہوں نے اس عاجز کا نام لیا ہے اور مولانا احمد
سے تعبیر کیا ہے عاجز نے چند بار ان کو عرض
کیا کہ ناہنجر کو صحت احمد علی سے پکارا جائے
مگر وہ تو فرمایا تھے اپنے خدامِ سلامیہ سے
کو بھی مولانا کے نام سے روانہ نہ کئے، مولانا احمد
کی خدمت نظرد میں ان کو عاجز نے تفریق دیکھی
حضرت شاہ صاحب بابت تھے چند جگہوں سے
یہ معلوم کر لیا کہ یہ جس قسم کا ترجمہ ہے حالانکہ
واحد علی کے موافق ہے یا مخالف۔ جس طرح آدمی
دیگر سے چند عادل پکھ لیتا ہے اور تمام
دیگر کے پیادوں کو ان پر تکیاں کر لیتا
ہے۔ انہوں نے اسے لکھا ہے۔

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ماضی و مستقبل
میں اس کی نظیر ناممکن ہے مگر یہ کہنا ہے یا
نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت
جانبِ مدرّس سے لی اور ادبِ ارفاء اللہ العزیز
عوام کو محاسنِ دونوں طبقے اس طریقے سے اپنی
تفہیم کر سکے کہ اور ترجمہ پڑھانے کے بغیر
بہت سی مشکلات سے رہا ہو ماضی کے میرے
نزدیک خدمتِ قرآن کا یہ ایک نیا دور ہوگا

۱۔ حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ صاحب کی رائے
ابتداء سے بیان فرمائی ہے۔ بزرگوں کا یہی حضرت شیخ التفسیر
رحمۃ اللہ علیہ کے سبب سے مدنی تھے کہ تیار ہو موجود ہیں
میں ان کا ذکر کر رہا ہوں کہ ان میں سے ایک یا دو بزرگوں کو لکھا تھا
کہ جن کا حضرت شیخ نے بار بار مکرر فرمایا۔

ادر ریل آبات و مقدمہ دو کلمات کا ایک
باب۔ پھر انہوں نے فقیر کے بارہ میں یہ دعا فرمائی
ہے۔
حق تعالیٰ جنابِ مروت کے سچے اعمال
میں اس ذخیرہ حسنہ کو ودیعت رکھے اور
اہلِ اسلام کو اس کے پڑنے پڑھانے کی توفیق
نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین مجھے اپنی
توفیق سے کہ حق تعالیٰ نے ان بزرگوں کی دعوات
حاصلہ کو قبول فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب

— مدنی کی رائے صحیح —

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب
مدنی نے بھی مولانا افزائی فرمائی ہے اور حضرت
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح انہوں نے
میری شانِ فاضلہ سے ناہنجر کے ساتھ مولانا کی اعراف
ڈاگری بڑھا دی ہے فرماتے ہیں۔

مولانا احمد علی (وقف اللہ علیہ) دیرضائے
و دھندہ علی قلب المصطفیٰ الموضیہ و دجاء امین)
کو عنایتِ اذلیہ کی نظر انتخاب نے ازلی ہی
سے جن کو اس عظیم الشان امر کے لئے سبقت دیا
قرار دے دیا تھا جن کی جود جہد اور جہادِ فی سبیل
بفضلہ تعالیٰ عظم و دراز سے چشتانِ یارِ باد آور
میں نے مولانا احمد علی کی یہ تحریر دوبارہ ریل
آیاتِ قرآنیہ و البیاض معانی قرآنیہ مختلف مقامات
سے دیکھی۔ مجھ یقین نہایت مفید اور کارآمد
تحریر پائی میری نظر سے کوئی مقبول ایسا نہیں
گزرا جو کہ ملکِ اہلسنت و اجماعت کے خلاف
ہو یا اس پر کوئی گرفت ہو سکے۔ الحمد للہ مجھے
اس سچلے سے اطمینان قلب اور خوشی ہے کہ
ان بزرگوں کے مصیبتِ نعرے اس ترجمہ اور
حاشیوں کو اہلسنت و اجماعت کے مسلک کے
مطالبینِ مومنہ کا فزنی دیا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی کی محنت

حضرت شیخ التفسیر کی عقیدت

یہ تحقیق اور رائے کسی معمولی شخصیت
کی نہیں یہ ایک بہت بڑے محقق اور دل آ
کی تعصب و تامل ہے۔ میں مسلکِ ایک کے
رہنے میں کہا کرتا تھا کہ حضرت مدنی کے

۱۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی کی رائے
میں سے لکھا ہے کہ مولانا مدنی، مذہبی بھی نہیں تھا نہ کافر
مومن ان کے گہی ازل سے انہیں ہم کیا جان مروت و مروت
دور کو کہ گئے ہو حضرت شیخ التفسیر نے بار بار عرض کیا۔

جوتے ہیں جو علم سے وہ احمد علی کے دماغ
میں نہیں۔ تم ان کی توفیق کرتے مولانا
بزرگوں کی توفیق کرنا حقیقت میں اپنے لئے
ذلت و رسوائی خریدتا ہے۔ میرا عقیدہ ہے
کہ ان کا نظیر موجودہ دنیا میں نہ تھا اور
نہ ہے ان جیسا جامع المکالات والصفات کلہ
ہو سکتا ہے وہ شیخ الحدیث بھی تھے جمیع اہل
ہند کے صدر بھی تھے۔ بلنگ بھی تھے اور
مجاہد بھی تھے اور ہزاروں لاکھوں اہل
دل کے شیخ و مرشد،

حضرت مولانا مدنی نے اخیر میں دماغی
کلمات ذکر کئے ہیں۔ آخر میں مولانا احمد علی
کو اس کا بیان یہ مبارک باد دیتا ہوا دعا کرتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
دارین میں ان کو سرخرو اور کامیاب فرمائے
اور اپنی نقا، اور رضوان کے اعلیٰ درجات
سے ان کو اہلِ اعمال کرے آمین واللہ ولف
التوفیق وصلی اللہ علی جمیع خلقہ سیدنا
محمد و آلہ و اصحابہ وسلم

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

اسے تصدیق کلاکت

امامہ الفقہاء اور اہلِ علم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ صاحب نے بھی ناہنجر کی
حسنت افزائی فرمائی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حبۃ حبۃ
مقامات سے مطالعہ کی اور اس طرز کو مفید
اور سہل اور اقرب الی العظم پایا۔ میری
نظر میں کوئی بات مسلکِ اہلِ سنت و
الجماعت کے خلاف نہیں آئی تمام شہدوں کا
کے مفتی عظم اور صدر مجلیۃ العلماء ہند کا
یہ فزنی ناہنجر کی سعادت و سر فرازی کا ثوب
ہے۔ مفتی مرحوم پانچ سو سالہ کے صدر
تھے انہی وفات کے بعد حضرت مولانا مدنی
صدر مقرر کئے گئے۔ میں نے ان اکابرین
کو یہ مسودہ اس لئے دکھایا کہ اگر وہ اس
کو رد کرنا چاہیں تو پہلے ہی سے رد کریں
البتہ نہ ہو کہ شائع ہونے کے بعد یہ حضرت
اس کی مخالفت کریں گے

چرا کار سے کفر عاقل کہ باز آہنیشانی

مقام سفر ایل جیل میں حضرت شیخ التفسیر

اکھنقی ہند اہلِ حق و انصاف و احسان و احسان

میں اور حضرت مفتی صاحب مقام

سفر ایل جیل میں تھے ہمارے ساتھ حضرت مولانا
۱۔ حضرت شیخ التفسیر تیس سرہ العزیز نے حضرت
مفتی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے من (اول الحاشیہ صفحہ ۱۰۷)

احمد سید صاحب اور دیگر علماء و اکابرین بھی
حضرت مفتی صاحب کو دہلی سے گذار
کر کے لایا گیا اور اچھے یہاں لاہور سے
گذر کر کے ملتان بھیجا گیا تھا۔ تین دنوں
تہیہ و تہذیب میں فرست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
ان کو یہ مسودہ دے دیا۔ ایک مہینہ تک
یہ مسودہ ان کی کوٹھڑی میں پڑا۔ چونکہ وہ
تاریخ الہال تھے اور میں نے مسودہ تصدیق
و تصحیح کے لئے دیا تھا۔

مفتی احمد سید صاحب

اس لئے وہ فرماتے ہیں: "میری نظریں
کوئی بات سبک اہل سنت و الجماعت
کے خلاف نہیں آئی۔" تمام ہندوستان
کے مفتی، ائمہ، کماؤں کا یہ فتویٰ میرے لئے کافی ہے
میں نے تہا دریں میں ہندو مت
جینید و شیل و عقائد ہم دست

حضرت مولانا عبدالغنی صاحب خطیب جامع
مسجد گوبرا فالر نے اپنی رائے کے اخیر میں
لکھا ہے: "بعض مقامات میری نظر سے
گزرے ہیں محمد اللہ رسول اور لعل کی
اس میں ہمارا رعایت کی گئی ہے" "ندوة العلماء
کے مائے ناز مفتی محمد عظیم العلماء حضرت مولانا
سید سلیمان ندوی کی رائے بھی موجود ہے
وہ اپنی رائے میں تاجپر کے متعلق
لکھتے ہیں: "مولانا عبداللہ صاحب سندھی
کے درس نے متعدد دہاکال پیدا کئے ہیں
سب سے پہلی جگہ (مولانا) احمد علی امیر
انجمن خدام الدین کو حاصل سے مصروف تھے
اس درس میں جو کچھ پایا اس کو دقت عام
فرمایا۔ ان بزرگوں کی دعاؤں اور حوصلہ
افزائیوں سے یہ سلسلہ چلا اور محمد باطل

وہاں سے چلا۔ خیریت فرماتے سے تو آپ
حالیہ جیسے مسودے والوں کو سمجھا سکیں گے
مگر عوام کو نہیں سمجھا سکیں گے دھاکو کہ اللہ مجھے
قرآن مجید پڑھانے کی توفیق دے اور
میں سمجھنے اور سمجھ چیلانے کی توفیق بخشے

۱۳۴۵ھ

۲۔ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

کل میں نے اپنے حواشی اور
رہلہ آیات کے متعلق بزرگوں کی آراء
حضرت سید الزہر شاہ صاحب حضرت مولانا
مدنیہ حضرت مفتی صاحب کی تقاریر
اجمال طور پر بیان کی ہیں۔ چونکہ ان بزرگوں
کو دیگر علمی، مذہبی، ادبی، تصنیفی مصروفیت سے پروری
فرصت نہ ملتی تھی

حضرت مولانا سلطان محمد صاحب کوٹھیالوی کی

میں نے لکھی ہے۔

اس لئے انہوں نے چند مواضع دیکھ کر فرمایا
کہ اہل سنت و الجماعت کے موافق ہے اور اس ملک
کے خلاف کوئی بات اس میں نظر نہیں آئی میں نے ان
سے یہ مسودہ اول سے لے کر آخر تک مطالعہ
فرمایا ہے۔ حضرت مولانا سلطان محمد صاحب
کوٹھیالوی خلیفہ کرامت سابق مدرس فتح پوری
جو تقریباً بیس پچیس سال مدرسہ فقہوری میں
شیخ الحدیث رہے۔ حضرت شیخ الاند
رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں
میں جب دہلی گیا تو میں نے ان کو یہ مسودہ
دیا اور کہا کہ اس کو الفت سے ہی تک تیار
ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ مطالعہ کرنا
ہوگا تاکہ کہیں تصدیقات و اعتراضات کا سلسلہ
نہ ہو۔ خدا ان کو سلامت رکھے۔ انہوں نے
فرمایا کہ میں جب سے فقہوری آیا ہوں کچھ نہیں
لی۔ جب آپ نے کہا تو چھٹی لی۔ اور گھر
ماکر اس کو ازل سے آخر تک دیکھا۔ چنانچہ
وہ اپنی رائے کو مختصر فرماتے ہیں۔ جیسے
اس فقہر کو ازل سے آخر تک نہایت غور
سے دیکھا ہے اور دیکھنے کے بعد جس نتیجہ
کو پہنچا ہوا ہے وہ یہ ہے: "۱) ازل سے موجود ہے
۲) ازل سے آخر تک کوئی بات الہی
نہیں پائی جو اہل سنت و الجماعت کے مسلک
کے خلاف ہو۔"

۲۔ رابطہ آیات اس خوبی کے ساتھ بیان
کیا ہے کہ جس کی نظیر زمانہ ہاضیہ میں
معدم الوجود ہے،
۳۔ مطالب و مضامین قرآن کریم کی
تشریح میں خیر اللہام حافظ دھک کے مطابق
اعتقاد رکھتی ہے اور باوجود اعتقاد کے بیانیہ
بیان نہایت سہل و سلیس ہے۔
۴۔ اصول اسلام و فرق و فرق کے

مباح اس خوبی سے واضح کئے ہیں کہ کوئی الجھن
ہو نہیں سکتی۔ قرآن شریف کی ایک ابتدائی
شان پیدا کر دی ہے۔ پڑھنے والے کی طبیعت
کو کامل سیر حاصل ہو جاتی ہے۔ نزول قرآن مجید
کی جو اصل سرنی تھی کہ اہل اسلام کو ایک
مکمل مسودہ اصل دیا جائے اس کی بے مثل
تشریح ہے،

۵۔ جو حضرات فرض تبلیغ کو اپنے ذمہ لے
رہے ہیں ان کے لئے یہ نظیر سرمایہ ہے۔
۶۔ زمانہ موجود کے لحاظ سے ہر طبقہ کو
مہینہ خصوصاً حج روضی کے دواوہ حضرات کو
از حد مہینہ و مرحوب الطبع واقع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ

کا فضل و کرم سے مجھ پر، درنہ میں کچھ نہیں۔ وہ
جس سے چاہے کام کر لے۔ اور جس کئی تقاریر
میں۔ مگر میں نے مشت تہذیب و تہذیب سے طور پر بزرگوں
کی چند تقاریر پیش ہیں تاکہ آپ کو معلوم
ہو جائے کہ انہوں نے دیوبند اور بزرگوں دین
کی باتوں میں یہ لڑائی کیسے ہے۔ انشاء اللہ
العزیز آپ جو غور و فکر فیصلہ کر سکیں گے کہ
آپ نے خطا میں اور بیلائی کے ضمن میں تہذیب
پڑھا تھا اس سے قرآن سمجھنے اور سمجھنے میں
کوئی خاص فیس اور کشش نہیں تھی۔ اب لفظ
تقاریر آپ کو اس کتاب سے خاص لگائی اور
دیکھی پیدا ہوگی۔ اور اس کے پڑھنے میں سرور
و اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ انہوں ملان موجود
ہیں۔ موجودہ وقت کی یہ مقدس نعمت اور سعادت
بہت کم عرض تھیں اہل کمال کمال نصیب ہوتی ہے۔ جو
پر تر اللہ تعالیٰ کے ان نکت احسانات ہیں
مدت دراز سے خداوند کریم نے اپنی کتاب کی
اشاعت کے مواقع عیس فرمائے ہیں۔ مدینہ طیبہ
میں کئی ہندوستانی عالم کو بیٹا درس و تدریس
کے ذرائع انجام نہیں دیتا۔ میرا لڑکا مولوی
حبیب اللہ خوں نعمتی سے وہاں روانہ انیس
کے جوار میں قرآن و حدیث کا درس دیتا
ہے۔ پہلے وہ اردو میں پڑھاتا تھا۔ اب
عربی میں پڑھاتا ہے حکومت نے باقاعدہ
امتحان لیا۔ وہاں کے تین نگران مترجم ہیں
اس سے پہلے سے لئے گئے تھے۔ وہاں پہلے
مکہ معظمہ کے بڑے بڑے علماء و شیعہ کو
جیسے گئے انہوں نے لکھا کہ یہ مسجد بڑی
قرآن و حدیث کا درس دینے کے لائق اور اہل
ہے حضرت مولانا سید محمود صاحب حضرت
مولانا مدنیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہاں مدرسہ
علوم الشیعہ قائم کیا ہے۔ مولانا سید محمود صاحب
کے بیٹے مولانا سید حبیب صاحب نے مولوی
حبیب اللہ کو ایک دن کہا کہ کیا عالم انداز
ہے کہ ترکوں کے دور حکومت میں یہاں مسجد
بڑی میں تدریس عربی زبان میں ہوا کرتی تھی
اب اردو میں پڑھتی ہے۔ آپ عربی میں تدریس
موضوع کری چنانچہ مولوی حبیب اللہ نے اس
وقت سے عربی زبان میں تدریس شروع کی اور
کچھ تک عربی زبان میں قرآن و حدیث لکھ دی
دے رہا ہے اگرچہ عربی میں ابتدائی مراحل میں
کچھ خامیاں اور غلطیاں ہوتی رہتی ہیں مگر بہت
آہستہ مزاول اور استعمال سے عربی درست
ہو جاتی ہے اب اس کے علاوہ درس میں
عربی شاہی مفتی مدنیہ علیہ شال ہیں۔ اللہ
تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور رحمت ہے۔ مگر
توبہ کثرت عام ہے۔

ایک مفسر قرآن، ایک ولی زمان

(تقط)

(چھل دی سختی پی سست ام - لے)

گھر انوار کے قرب و جوار میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو عرف عام میں جلال کے نام سے مشہور ہے۔ بظاہر تو یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ لیکن حقیقت میں بڑے بڑے شہروں کا جلال و جمال اور رعب و عظمت اس گاؤں کی دیواروں میں دفن ہے یہاں بچے لکڑیوں کے امدان چمکتے دکھائی دیتے ہیں محلات کی بلندیاں یہاں کی پستلیوں کے حقار سرنگوں ہونے میں غرور محسوس کرتی ہیں انباروں کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس مختصر سے گاؤں نے اہل دنیا کو ایک ایسا صاحب جمال صاحب جلال اور صاحب کمال عطا کیا جس کی دل سوز اور دلہیز یادیں قلب گہمی میں ہمیشہ پیش کے لیے محفوظ ہو کر رہ گئی ہیں اس گاؤں کے ماحول میں پہلے ہی ہوتی تھیں کہ ایک جال بچھا ہوا ہے۔ سبز و نارور پھٹنی فطرتوں کا دھڑلے پلٹے اندر قوس قزح کی نہایت اور اس کا لگاڑی ہونے سے۔ سنہنہ مشرقی صبح کے وقت جب اگڑائی لے کر بیدار ہوتا ہے۔ تو اس کی طلائی کریمیں بستے ہوئے چمکنے کے صاف و شفاف پانی میں اکھچھوچ کرئی نظر آتی ہیں۔ غرض یہاں کی ہر چیز عجیب بہار دیتی ہے۔ لیکن بچے مکانات کی سادگی و شستگی۔ خاموشی و دل سوزی اور سرمستی و رعنائی اس قدر عجیب نظر اور جو شربا ہے کہ ایوان شاہی کی بے باکی واضح طور پر ابھر کر فطر کے سامنے جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نران و دیان اور قنوت و جلوس ہم آہنگ ہو کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمی بلوں سے

میر سے بے محی کا حرم اور بنا دو،
لیکن مادہ پرستوں کی مادی دنیا میں اس قسم کی باتیں اہل اور بے محی کسی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ آج ہر فرد و بشر ہر گزرت و محترار ہر شاہ و گدا کے دل و دماغ میں یہ خواہش اور یہ امیگ ابھر رہی ہے۔ کہ ان کے گھر کی پستیائ محلات کی بلندوں میں مل جائیں۔ فقیر شاہی بجلی کے چراغوں سے فروزاں ہو جائیں اور ہر گھڑی ٹوک چاک اور شتم و ختم بارگاہ انانیت میں تجدد و

ہوں۔ غرض اس قسم کی ہزاروں خواہشیں ابن آدم کے قلب و جگر میں شکافت ڈال رہی ہیں۔ لیکن جاہ و محنت اور دولت و ثروت کے اس تہذیب کے بچا رویوں کو کیا معلوم جو ضرورت قرار اور سکون و طمانیت مٹی کے گھروندوں میں دستیاب ہوتا ہے وہ بجلا عشرت کدوں میں کہاں کہاں ان ذی شان و عمارات میں خود رو نوش آب طعام اور شہت و برخواست کے گراؤنگوں لوازمات تو جمنا ہو سکتے ہیں۔ رقص و سرود کی محفلیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اپار ہوائیوں کا تاج رنگ پیرا سکتا ہے۔ ہمیشہ نئی ٹیٹا کے لباسے لعلیں کا دس حیا ہو سکتا ہے۔ شراب نوشی اور میٹھ کرکھی کی محفلیں سبھی سبھی نظر آ سکتی ہیں۔ لیکن سکون و طمانیت کی وہ دولت بے بہا ان محلات کے مقصد میں کہاں۔ جو بھونڈوں کی سادگی مادہ دلوں کو عطا کرتی ہے۔ بجلا اوپنے اوپنے محلات میں رہنے والے فیض و نشاط کی گھڑیاں بسر کرنے والے۔ بزم انبساط میں رنگ ریاں مٹانے والے کیا چاہیں کہ بھونڈوں کے قد کتنے ہوتے ہیں یہ بات تو آمنہ کے لال سے پوچھو۔ شرب کے چودھری اور قنیم کو سے پوچھو جس نے فطرت کے اس سرسبز راز کو فاش کر دیا۔ وہ دیکھو سید المرسلین چند اصحاب کی محبت میں شہر تے ایک بازار میں سے گزر رہے ہیں۔ آپ اتنا اونچے مکان کی بلندی کو دیکھ کر دم بخود ہو کر رہ گئے ہیں۔ دریا فٹ کرنے پر معلوم ہوتا کہ یہ مکان تو کسی جلیل القدر اصحابی رسول کا ہے۔ یہ سن کر دل مرتضیٰ بے چین ہو گیا۔ بے قرار ہو گیا۔ اس مکان کا مالک یعنی صحابی رسول صورت حال سے آگاہ ہو کر دوبار رسالت میں حاضر ہو کر تاراضی رسول کی وجہ پوچھ رہا ہے میجر انانیت اور غرور آدمیت نے فرمایا ہے کہ اصحابی رسول! تیرے مکان کی بلندی اور رفعتوں سے میری امت کے پیروں کے چہرے بھج گئے ہیں۔ جگ کٹ گئے

ہیں۔ دل ڈگر ہو گئے ہیں۔ اور جب تک تم اس مکان کی بلندیوں کو پیو نہ زمین ہونے کا عبرت نامک درس نہیں دیتے دل مصطفیٰ غرض و خرم اور سرور و شادمانی ہو نہیں سکتا۔ نتیجہ کہ کی غریب نواری کی پیش کشاں دینا تھا کوئی ریٹائرمنٹ لیڈر کی پیش کرتا ہے؟ کاش نہیں۔ کال مائیں بمبلیوں اور ڈاکوں کی نشیمن پر چڑھتے ہیں چہرہ بڑت سمجھاں کر دیکھیں امید و اطمینان اور یقین غالب ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام کی حقانیت خود بخود جاگزیں ہو جائے گی اور اسلام کے خلاف چلنے والی تنقید کے لیے لگاڑ بان آن واحد میں کٹ کر رہ جائے۔ ہاں تو میں گھر انوار کے لواحقین گاؤں جلال کا ذکر کر رہا تھا تقریباً ایک صدی قبل اسی گاؤں میں ایک ہندو سنا رہتا تھا۔ جس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ باپ سے پانی پس کر جو ان کی۔ تل آرزو چمکتے پھرتے دیکھ کر تعجب کر شاد کام ہو گیا۔ یہ بچہ عالم قنات کر چہنچا تو کالہ بار تجارت اختیار کیا۔ امارت اس کی لڑائی تھی اور دولت اس کی باندی تھی تجارت کی غرض سے دور دراز علاقوں کا سفر کرتا رہا۔ دوران مسافرت اس غیر مسلم نوجوان کو خدا پرستوں کی ایک جماعت سے سابقہ آ پڑا۔ پھر کیا تھا۔ متین علیہ السلام کی ایک ہی ضرب کاری نے اس غیر مسلم کے دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ کفر و ایمان سرنگ ہو گیا اور سینے کی پتا بیوں میں نور ہدایت کا چشمہ اگلنے لگا۔ یہ دریائے معرفت اپنی موجوں میں بے جا رہا تھا اور اس نوجوان کو اپنی موجوں میں بہا کر جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نوجوان مشرف اسلام ہو گیا۔ جاہ و دولت سے بے نیاز ہو گیا۔ امارت سے روٹ گیا۔ شان و شوکت و نفوذ استغناء میں بدل کر رہ گئی۔ اب یہ فاضل علم روزگار بھاننے کے لیے گاؤں کی ایک چھوٹی سی دکان پر اکتفا کرنے لگا اور زیادہ شاعری و وقت دین مصطفیٰ کی نشرو اشاعت میں صرف کرنے لگا۔ کہیں گاؤں کے بچوں کو قرآن پاک پڑھایا جا رہا ہے۔ کہیں توحید کے شغف کو گنج ہے ہیں۔ کہیں حدیث رسول بیان کی جا رہی ہے۔ غرض اسی دھن میں زندگی کے لمحات گزر رہے ہیں۔ اور نقذگان

دین اسی جیٹھ فیض سے میرا ب ہونے
ہی ۔
بندہ درشن ہوتے سوتھن من جات
چو نہ درشن تو سخن مرگ دوام لے ماتی
اب میان بیوی کے قدم پر چاٹنے
کی طرٹ بڑھ رہے ہیں جوانی جو مل
رہی ہے۔ شاب کو فینڈا آ رہی ہے
اندریں حالات ایک بچے کی خواہش دل
کو جھگڑا رہی ہے۔ دست دعا اٹھتے
ہیں۔ بول پر یہ نغز سر رہی جلال
خداوندی کو پکارتا ہے۔
قہری رات کو کتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں سے ہوا تم لے ماتی
یہ آواز اور یہ التجا بارگاہ خداوندی
میں پہنچی ہو تھی کہ فطرت نے لیک کہا۔
دعا گوؤں کے دامن تھی کو گوہر مراد سے
بھر دیا۔ فتناؤں کا مٹکنا ہوا چول مل
گیا۔ آنکھوں کا تار دل گیا۔ بوڑھی ہڈیوں
کا سہارا دل گیا۔ یکن راز فطرت کو کون
جانتا تھا۔ کہ آج کا یہ بچہ احمول آنے
والے دور کا مضرب قرآن ہے وہی زمانہ آگ

بقیہ مجلس ذکر ص ۳۷ کے آگے

افسوس دعوئے ہے کہ وہ سیکڑوں میں
کا سفر کر کے اصلاح حال کے لیے بزرگوں
کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں
بھی ان روحانی بیماریوں کی کمی نہیں۔
اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائے۔
ظاہر و باطن میں یکساںیت اہتیا فرما
رہے۔ لیکن آج کل حال یہ ہو گیا ہے کہ
بزرگ ادب سے آپٹے بیٹھے بیٹھے باقی کرتے
ہوں گے۔ اور دل میں زہر بھرا ہوگا۔ آدمی
نگاہوں سے دور چھوڑیں کہ فطرت عقل
اور فتناؤں کا دور دورہ متروک ہو جائے کہ
کیا یہی امت مسلمہ کے بچھن ہونے کا جہز
افتاق اور غریبوں سے ہمدردی کا اس قدر
فقدان ہو گیا ہے کہ ایک شخص فرسٹ
کلاس یا ایکڑ کلاس کے ڈبے میں سیکڑوں
روپے سبٹ ریڑر روکاٹے کے لیے بلا
کسی پرس ویش کے دے دیتا ہے۔ مگر
جب تلی کو چار آنے دینا پڑتے ہیں تو جین
اختیار ہے دور آئے پر جھگڑتا ہے۔ یہ بھی
خیال نہیں کہ تاکہ کم از کم بے جا رس کی سخت
ہی پوری ادا کر دوں۔ ایسے واقعات میں
نے اکثر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں امام اقلیاد
حضرت مولانا عبد اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ
کی محبت میں ہلکا سا سفر کر رہا تھا۔ اقلیاد سے
ایک سیشن پر دیکھا کہ ایک قلی اور ایک
شاہت ہی آپ کو ڈیٹ چند وہیں جھگڑا ہو
رہا ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ میں کو فطرت کو
آنے والے کا قلی کہتا ہے۔ مناجا یہ دو
آنے کا کام ہے۔ اتنا سامان اور پھر اس
قدر مٹے پر لانا اور گاڑی پر چڑھنا۔ یہ
توصیر یہاں فطرت ہے۔ جھگڑا ہوا رہا تھا۔ وگ
ہو کر تھوڑے دیکھے میں مصروف تھے۔ حضرت
سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا اور مجھ سے
پوچھا کیا معاملہ ہے؟ میں نے حقیقت حال بتائی
پچھلے سے بھڑک گئے۔ اور قلی کو علیحدہ لے
جا کر پانچ نو دیہے کا فوٹ باغ میں دے دیا
اور کہا بھائی جانے دو اب جھگڑا رہنے دو۔
حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ یہ گوارا
نہ فرما سکے کہ قلی کو نقصان پہنچے اور اپنے
پلے سے پانچ روپے کی رقم نکال کر دے دی
جوش یاد اس کے وہم دکان میں بھی نہ تھی
بمادران خرم ! یہ حال ہو تا ہے کہ
سنت اہل اللہ کا۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ
والوں کے ہاں تربیت پائی ہوئی ہے۔
اور جن کی زندگیوں پر اسلام کا رنگ چٹھا
ہوا ہے۔ وہ کسی کی تکلیف دیکھ ہی نہیں
سکتے۔ وہ کسی دوسرے انسان کا دکھ دیکھ
کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ چھوٹ جاتے ہیں۔
اپنے آپ کو پریشانی میں مبتلا کر سکتے
ہیں لیکن دوسرے کا دکھ دیکھنا۔ ان کے
بس کی بات نہیں ہوتی اور ایسے ہی نیک اور
مقبولان بارگاہ الہی ہوتے ہیں جنہیں
دیکھ کر اسلام کی عظمت کا ستر دوسریں
کے دلوں پر جھپٹتا ہے اور ان کی کرشم
اسلام کے آستانہ نہایت کے سامنے جھلک جاتی
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جیسے معقول میں
مملان بنائے۔ اخلاق کی محبت سے مالا
مال کرے اور ہمدردی کا جذبہ بھاری
طبیعتوں میں ودیبت کرے۔

بقیہ لاقاب سبوت ص ۱۷

ہے کہ مسلمان بھریل کہتے ہیں۔ اور یہ نقلین
کے نزدیک مسلم بات ہے کہ بندوں کا باہمالی
کے لئے بندے ہی آتے ہیں۔ اور آتے رہے
نہ کہ فرشتے جیسو حضرت آدم سے کہ حضرت
مخبر جنک جانا نہ گوارا اور اس زمانہ میں مختلف
قوموں میں جتنے ہی اور رسول اور مصلح آتے

سب کے سب انسان ہی تھے۔ کوئی فرشتہ نہ
تھا۔ ہاں رسول اور نبیوں کی طرٹ فرشتے
کئی میں محکم خدا تعالیٰ امارتے ہیں۔ کیا آپ
سنتا کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں کسی قوم
کی اصلاح کے لئے روح القدس یعنی جبرئیل
یا کوئی اور فرشتہ تشریف لایا ہو۔

فرشتے انسانوں کے رہنمائی نہیں ہو سکتے
انسان کی خلقت یعنی پیدا کیش مٹی سے ہے
اور فرشتوں کی ذرے انسان اپنی ساخت کے
باعث اور ذراتی مخلوق کے دیکھتے سے صابر
ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی
اصلاح کے لئے انسان ہی بھیجے اور فرشتے آتے
اور انسان ان کی آوازیں کر عمل کرنا شروع
کر تے تو جن اور شیاطین بھی آوازیں دے دیکر
لوگوں کو گمراہ کرتے اور لوگ جہالت کے باعث
یہی سمجھتے کہ وہ ذل اور انہی فرشتوں کی ہیں
اسی لئے انسانوں کے لئے انسان ہی رسول
بنائے گئے۔

اگر وہ گارہے روح القدس مراد ہوتا
تو حضرت مسیح خود بخود فرما دیتے۔ کہ میں تمہاری
امداد کے لئے روح القدس بھیج دوں گا۔ ان کا
اس طرح نہ فرمانا اس بات کی صاف دلیل
ہے۔ کہ روح القدس مراد نہیں۔ بلکہ حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
کی طرٹ نشان گیا

روح القدس کے آنے کا بہت بڑا موقع
آج دنیا کے اندر مختلف مذاہب اور قسم
قسم کی اقوام پائی جاتی ہیں۔ لیکن تمام اقوام عالم
سے کربادہ زمانہ کار۔ شراب غور۔ سو خر اور
بے نیت نصاریوں کی قوم ہے۔ ان قبیح برے
فضول کے علاوہ بت فروشی بت سازی کی
نا پاک عادت بھی اس قوم کے اندر کمال وجہ
نک پہنچ چکی ہے۔ لہذا روح القدس کا موجودہ
وقت میں تشریف لانا نہایت ضروری تھا۔ بلکہ
آئے گا یہ ہی بہترین موقع تھا۔

وقت نقطہ بہت ہے اگرچہ ہمارا
جلال کی جب محبت پھر رسا وہوں کا کام
لیکن ۱۹ صدیاں اور کئی برس گزر گئے لیکن
روح القدس تشریف نہ لائے تو معاذ اللہ

حضرت مسیح کا فرمانا جیسا ہوا۔ لہذا تسلیم کرنا پڑے
گا۔ کہ اس پیش گوئی میں حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لائے کی طرٹ
اشدہ ہے۔ اور وہ جولوہ اترتے ہو گئے۔ اور
مسیح کی بشارت پوری ہوئی۔
اگر ہم تسلیم کر لیں کہ روح القدس مراد

بچوں
کا
منہ

شامِ مؤمن

از محمد رفیع
گجرات

افردوس میں جا بیٹھے۔ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو اس مرد مجاہد کی لاش پر تشریف لے گئے اور سزا اٹھا کر گرد میں رکھا۔

اور ہڈی درجات کی دعا فرمائی۔
برادرانِ اسلام! انصاف سے بتائیے کہ اس شہادت اور شوق شہادت کی مثال دنیا کی کوئی دوسری قوم پیش کر سکتی ہے؟

پس عزیزانِ وطن! ہم دوسرے مسلمانوں کا بھی ایسا ہی کردار ہونا چاہیے۔ جب بھی قوم پر کوئی نازک وقت آ جاتے تو ہماری دولت و ثروت، چاری تجارتیں، ہمارے مکانات غرض کہ کوئی بھی عوز سے عوز چیز یہیں خدے پاک کی راہ میں جہاد کرنے سے نہ دوسے اور اگر خدا عزوجل ہم نے فریضہ جہاد ادا کرنے میں تباہی اور غفلت سے کام لیا تو خدا کا غضب ہم پر نازل ہوگا ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہو جائیں گے اس وقت ہم مومن نہیں فاسق بنیں گے اور یاد رکھو! کافروں کو خدا کی لعنت نہیں کرنا اور انہیں کبھی بھی کامیابی و کامرانی کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔

عزیزانِ وطن! ہمارے اسلاف کی تاریخ میں اس قسم کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ دشمن بہت بڑی بڑی افواج اکٹھی کر کے اسلامی سرحدوں پر حملے دیکھا کہ ان دونوں پاکستان کی سرحد پر ہندوستان کی ۹۵ فی صد فوج جمع ہے، لیکن چونکہ وہ رنگ ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال تھے اس لیے دشمن کے یہ مجاہد انتہاء ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

برادرانِ اسلام! اپنے شاندار ماضی کا مطالعہ کیجئے۔ اپنے اسلاف کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ معجزات کوئی باظہور ہیں آپ کے ہیں۔

عزیز ہونٹو! پاکستان وہ خطہ پاک ہے۔ جس سے دنیائے اسلام کی شاندار اسیر وابستہ ہیں اور ہر اسلامی ملک کی نگاہیں وہ رہ کر اس کی سلامتی اٹھ رہی ہیں۔ یہی وہ ملک ہے جس کے لیے مسلمانانِ عالم کی رہنمائی مقدر ہے م

چیز بھی اپنے فرض سے فاضل نہیں کر سکتی۔ یہاں پر ایک عاشقِ توحید و رحمت کا واقعہ بیان کر دینا مناسب سمجھا ہوں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نام اور مدثر تھے اور اس وجہ سے ان کی شادی نہ ہو سکی۔ انھوں نے آپؐ سے عرض کیا۔
یا رسول اللہ! مجھے کوئی نازک وقت اپنی لڑکی کا رشتہ دینا پڑے نہیں کرتا۔ یوحی اس کے کہ میری شکل و صورت اچھی نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت عمر بن وہب کے ہاں بیٹھا کہ میری طرف سے جا کر کہو کہ وہ اپنی لڑکی کا رشتہ تیرے ساتھ کر دیں چنانچہ وہ عمر بن وہب کے ہاں گئے اور شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔

آپ شادی کے تحائف وغیرہ خریدنے کے لیے بازار گئے، عین اس وقت کہ ایک غایت شیریں خراب کی قبر کے سامان مٹیا کرتے ہیں مصروف تھے۔ منار کی آواز کان میں پڑی جو بکار دہا تھا خا خا خیل اللہ ارکعی و بالجنة البشري دے اللہ کے شکر ہو۔ جہاد کے لیے سوار ہو جاؤ اور جدت کی بشارت پاؤں اس آواز کان میں پڑا تھا کہ شادی کے تمام دولے ایک دم سرور پڑ گئے۔ کہاں کی شادی اور کیا بیاہ؟ جہاد کے جوش نے دل میں ایک نیا دولہ پید کر دیا۔ ایک نیا عزم دل میں موجزن ہوا اور یہی وہی ہے جو شادی کا سامان خریدنے سے جو شادی کے بے گھر سے لے کر گئے تھے۔ تواریزہ اور گھوڑا خریدنا اور عابدین کے لشکر میں جا کر شہاد ہو گئے۔ میدانِ جنگ میں پیچھے اور بڑھ بڑھ کر دائر شہادت دینے لگے۔ ایک موقع پر گھوڑا کچھ اڑا تو تنوار ناخنیں لے کر نچے اتر آئے اور شمشیر اگنی کے جھرمچ دکھاتے گئے حتیٰ کہ درجہ شہادت پایا اور دنیادی دہان سے ہم آغوش بیوے کی بجائے عروس شہادت سے ہم نگر ہو کر جنت ...

پس ہے چرچے تلخ نام سے منزل مسلمان کی سستار جس کی گرد راہ ہوں دلاواں تو ہے عزیز بچہ! مسلمان بحیثیت مسلمان کے دنیادی جاہ و دشت اور دولت و ثروت کے لیے نہیں لڑتا اور نہ ہی دنیائی مسلمان کے فزین کی طرح تنخواہ لینے کے عوض میدانِ جنگ میں جانے پر مجبور تھا ہے بلکہ وہ اپنے فاکہ حقیقی خدے قادر و توانا کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کے لیے میدانِ جہاد میں اترتا ہے اس کے پیش نظر کوئی دنیادی مغفرت نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف خدائے واحد کی قیود کا علم بند کرنے کے لیے اپنی جان عوز قربان کرتا ہے۔

مردِ مومن اپنا فرض جہاد پوری بہت اور جرات کے ساتھ ادا کرتا ہے، وہ دشمن کی فوجی قوت سے مرعوب نہیں ہوتا اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی فتح و کامرانی محض اس کی قوت و طاقت پر ہے بلکہ وہ خدا کے فضل و کرم کی امید رکھتا ہے اور اسی کی تائید و نصرت کے مجرورہ پر لڑتا ہے۔ اگر اس کے پاس سامان جنگ باطل ہی نہ ہو تو بھی وہ میدانِ جنگ سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ سبحانہ! اس کو اس دوتن بقیں اور قوت ایمانی کی بدولت فتح و نصرت عطا فرماتا ہے اور اس کے دشمن کو اس کے سامنے جھکے پر مجبور کر دیتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔
جنت کسے جس سے ہوں سحر بہ تیغ و تفک
تو کسے تو تیرے پاس وہ مسلمان ہی ہے
وہ سامان کیا ہے وہ بھی دوتن بقیں ہے۔

عزیزانِ وطن! دنیا کی کوئی قوت مردِ مومن کو فریضہ جہاد ادا کرنے سے نہیں روک سکتی۔ جب جہاد کا وقت آ جاتا ہے۔ تو اس وقت لے والین کا پیار، بری بچوں کی محبت، شہنشاہ مکانات کا خیال، غرض کہ دنیا کی کوئی

پاک ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مترجم و محشی

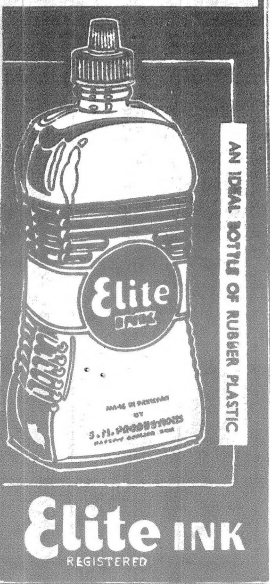
مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

• ہر سورۃ کا عنوان • ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور مآخذ • ربط آیات

• ۱۔ مجلد پارچہ پھر روپے - محصول ڈاک دو روپے - کاغذ کینیکل نیوز

(رقم بذریعہ مئی آرڈر پیش کیجیے)



Elite INK
REGISTERED

قرآن مجید

(اسدھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا وسینا تاج محمود امدادی نور اللہ مرقدہ

شائع ہو گیا ہے

ہدایتی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کل نو روپے پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

کتاب سنت کی روشنی میں وحانی بیماریوں کا مکمل علاج

جلس فکر کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذکورہ کتاب کی کیا وجہ ہے حضرت شیخ انصاریہ مجلس ذکر کے بعد ارشادات فرماتے رہتے تھے وہ غلام الدین میں پچھتے رہتے تھے اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے کتاب کے پانچ حصے ہیں ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے مخصوص الگ بذمہ فریاد مبلغ ایک روپیہ (پچاس حصہ زیر طبع ہے)

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم	حصہ پنجم
• ذکر الہی کی خاصیتیں	• تقویٰ اور زہد میں فرق	• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع	• فیض کیا چیز ہے	• رہا - سمعہ
• ذکر الہی کی تاثیر	• عالم وحدت اور عالم کثرت	• کفر اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق	• کامل کی محبت	• باطن کی اصلاح کے لیے صحیح طریقہ
• موت محمود	• انسان کی روحانی تربیت	• پیدا ہو کر نہیں سکتا۔	• تزکیہ کی برکات	• شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ملنے کا پتہ: شعبہ تالیف و اشاعت انجمن حسد ام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور